عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۲ | ۱۲ تا ۱۸ صفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ دسمبر ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۴۷

عقل پرستی کا فتنہ

برأت حضرت تھانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا

سائیں عبدالغفور قاسمیؒ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مذاق، مذاق میں طلاق

محمد پرویز خان، کراچی

س:...... ہمارے بھتیجے بنام عدیل احمد خان نے تین ماہ پہلے اپنی زوجہ کو مذاق، مذاق میں کاغذ پر تحریر کیا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں (تین مرتبہ) لکھ کر کاغذ بیوی کو دے دیا۔ بیوی نے وہ کاغذ چچا سسر کا دیا، انہوں نے لڑکے کی والدہ کو دیا اور انہوں نے یہ کہہ کر کاغذ پھاڑ دیا کہ آئندہ ایسا مذاق مت کرنا، معاملہ کو گھر میں ختم کر کے میاں بیوی خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے لگے، چند دن پہلے بیوی ماں باپ کے گھر رہائش کے لئے گئی ہوئی تھی کہ اس دوران لڑکے کی والدہ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور لڑکا گھر کی حالت اور والدہ کی حالت کو دیکھتے ہوئے بیوی کو لینے سسرال چلا گیا، جہاں لڑکے کی ساس، سسر سے کافی تکرار ہوگئی اور لڑکا اپنی بہن کے گھر آ گیا، اس دوران لڑکے کی والدہ اور بڑی بہن کی بھی لڑکے کے ساس سسر سے تکرار ہوگئی، لڑکے نے تنگ آ کر سسرال کی غیر موجودگی میں اور ماں بہن بہنوئی چار پانچ آدمیوں کو گواہ بنا کر لڑکی کو طلاق دینے کے الفاظ تین دفعہ دہرا دیئے۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں عدیل احمد خان نے اپنی بیوی کو مذاق، مذاق میں کاغذ پر جو یہ تحریر کر کے دے دیا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں اور یہ طلاق کا جملہ تین بار تحریر کیا تو اس کی بیوی پر اسی وقت تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور وہ حرمت مغلظہ کے ساتھ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہے اور بغیر حلالہ شرعی کے ان کا دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ طلاق ہو جانے کے بعد گھر والوں نے جو دونوں کو دوبارہ ساتھ رہنے کے لئے کہا، غلط کیا اور گناہ کا کام کیا، اس لئے ان سب لوگوں کو توبہ و استغفار کرنا چاہئے، کیونکہ طلاق ہو جانے کے بعد دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنا حرام کاری و بدکاری ہے، اس لئے ان دونوں کو چاہئے کہ فوراً الگ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہ کی معافی مانگیں۔ عورت عدت گزارے (تین ماہواریاں) اس کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کرے، مگر شوہر سابقہ سے بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کر سکتی اور شوہر کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اپنی سابقہ بیوی کا مکمل مہر ادا کرے۔

وراثت کی تقسیم

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... عرض خدمت ہے کہ جناب گلزار احمد ولد علی احمد کا انتقال ہوگیا ہے۔ مرحوم کی تین بیٹیاں اور ایک پوتی ہے۔ مرحوم کے انتقال کے بعد ایک بیٹی کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس بیٹی کی کوئی اولاد نہیں اور اس کے شوہر کا بھی انتقال ہوا ہے۔ اب اس وراثت کی تقسیم شریعت کی رو سے کس طرح ہوگی؟ بیٹیوں میں زکیہ، زاہدہ، آمنہ (مرحومہ) اور حمیرا پوتی شامل ہیں۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں مرحوم کی تمام جائیداد کو ان کی دو بیٹیوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا اور مرحوم کی پوتی دو بیٹیوں کی موجودگی میں محروم ہوگی۔ لہٰذا کل جائیداد کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک کو ایک ایک حصہ دے دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۳۲ ۱۸تا۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶تا۲۲ دسمبر ۲۰۱۳ء شمارہ:۴۷

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمیؒ	۵	محمد اعجاز مصطفی
مولانا عبدالغفور قاسمیؒ کی رحلت	۷	مولانا قاضی احسان احمد
عقل پرستی کا فتنہ	۸	مفتی سمیع الرحمن
برأت حضرت تھانویؒ	۱۲	علامہ ڈاکٹر خالد محمود
موت اور نیند.....	۱۷	ڈاکٹر آرتھر ہیلپس
ختم نبوت..... عقل کی روشنی میں (۴)	۱۹	مولانا محمد اسحاق صدیقی
پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور قادیانی سازشیں	۲۳	عبدالعزیز انجم
سردار قیصر وسیم خان قیصرانی کا قبول اسلام	۲۵	رپورٹ: مولانا محمد اقبال
خبروں پر ایک نظر	۲۷	ادارہ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

قیامت کے دن کے پسینے کا بیان

''حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: جب قیامت کا دن ہوگا، سورج بندوں کے قریب لایا جائے گا، یہاں تک میل یا دو میل کے فاصلے پر ہوگا۔ سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ: میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس میل کا ارادہ فرمایا، آیا زمین کی مسافت کا؟ یا وہ میل (یعنی سرمہ کی سلائی) جس سے آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے؟ پس آفتاب ان کی چربی پگھلادے گا، پس لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں نہائے ہوئے ہوں گے، کسی کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا کمر تک، اور کسی کا منہ تک پہنچا ہوا ہوگا۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ: بعض کا پسینہ ان کے منہ کو لگام دیئے ہوئے ہوگا۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۴، ۶۵)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ''جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رَبّ العالمین کے سامنے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگ پسینے میں کھڑے ہوں گے جوان کے کانوں کے نصف تک پہنچے گا۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۵)

ان احادیثِ طیبہ میں قیامت کی شدت کو بیان فرمایا ہے کہ اس دن آفتاب بندوں کے قریب لایا جائے گا، گرمی کی شدت، قیامت کی ہولناکی اور انسانوں کے بے پناہ ہجوم کی وجہ سے لوگ پسینے میں نہائے ہوں گے، اور ہر ایک کا پسینہ اس کے اپنے اعمال وکردار کے مطابق ہوگا، یہ مضمون ان دو حدیثوں کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث میں آیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے: قیامت کے دن لوگوں کو اس قدر پسینہ آئے گا کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک جائے گا، اور ان کے منہ میں لگام کی طرح ہوگا، یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن آفتاب زمین کے قریب لایا جائے گا، پس لوگ پسینہ پسینہ ہوجائیں گے، کسی کا پسینہ ایڑیوں تک ہوگا، کسی کا آدھی پنڈلی تک، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا رانوں تک، کسی کا کمر تک، کسی کا کندھوں تک، کسی کا منہ تک پہنچ کر لگام کی طرح ہوگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا، اور کسی کا سر سے اُونچا ہوگا، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سر کے اُوپر رکھا۔

(مستدرک، حدیث عقبہ بن عامر)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ: ''یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' پڑھی اور فرمایا کہ: قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا، اور لوگ آدھے دن تک کھڑے رہیں گے، لیکن مؤمن کے لئے یہ دن صرف اتنے وقفے کا ہوگا جیسا کہ سورج کے اُفق کے قریب پہنچنے کے بعد غروب تک کا وقت ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن لوگ جمع کئے جائیں گے تو چالیس سال تک اس طرح کھڑے رہیں گے کہ ان کی نظریں آسمان کی طرف پھٹی کی پھٹی رہیں گی، اور پریشانی کی شدت سے ان کا پسینہ منہ کو آرہا ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن آفتاب کو دس سال کی تپش دی جائے گی، پھر اسے لوگوں کی کھوپڑیوں کے قریب لایا جائے گا، یہاں تک کہ کمانوں کے درمیان کا فاصلہ رہ جائے گا، پس لوگوں کو پسینہ آئے گا یہاں تک کہ پسینہ زمین میں قدِ آدم تک پھیل جائے گا، پھر بلند ہوگا یہاں تک کہ غرغرہ کی وجہ سے آدمی کا سانس گھٹنے لگے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ: آفتاب کی گرمی اس دن کسی مؤمن مرد اور عورت کو نقصان نہیں دے گی، امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مؤمن سے مراد کامل الایمان ہیں، کیونکہ اُوپر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آچکا ہے کہ لوگ اپنے اعمال کی بقدر پسینے میں ہوں گے۔ (فتح الباری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: آدمی کے پسینے چھوٹ جائیں گے، یہاں تک کہ قدِ آدم تک پسینہ زمین پر بہنے لگے گا، پھر بلند ہوگا یہاں تک کہ اس کی ناک تک پہنچ جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن آدمی کا پسینہ اس کے منہ کو آتا ہوگا، یہاں تک کہ وہ کہے گا کہ: یااللہ! مجھے اس عذاب سے نجات عطا فرما، خواہ دوزخ میں ڈال دے۔

☆☆......☆☆

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۵ نومبر ۲۰۱۳ء محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کے شاگرد رشید، جامعہ دارالفیوض القاسمیہ سجاول ٹھٹھہ کے مہتمم و شیخ الحدیث، جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے سرپرست، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے سرپرست و مرکزی راہنما حضرت مولانا عبدالغفور قاسمیؒ اس دنیائے فانی کی تہتر بہاریں گزارنے کے بعد سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ وللّٰہ ما أعطی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

یہ دنیا فانی ہے، یہاں جو بھی آیا ہے وہ اگلی منزل پر روانہ ہونے کے لیے ہی آیا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا، بلکہ دین سماوی کے تمام پیروکار اس حقیقت پر متفق نظر آتے ہیں۔ یہاں امیر بھی آئے، غریب بھی، صاحب اقتدار بھی آئے اور نان جویں کو ترسنے والے بھی، ہر ایک اپنی اپنی صلاحیت، استعداد اور ذوق و مزاج کے مطابق زندگی گزار کر اس دنیا سے کوچ کرگیا۔

کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کا بچپن سے موت کی آغوش تک ایک ایک لمحہ دین اسلام کی سربلندی، اس کی نشر و اشاعت اور اس پر عمل کرنے میں گزر جاتا ہے اور یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اُسے علم کے اعزاز سے نوازتے ہیں اور ساری زندگی علمی مصروفیات میں ہی مشغول رکھتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے:

"لایزال اللّٰہ یغرس فی ہذا الدین غرسا یستعملہم فی طاعتہ." (ابن ماجہ، ص:۳)

ترجمہ: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "اللہ تعالیٰ اس دین میں پودے لگاتے رہتے ہیں، جنہیں اپنی طاعت اور بندگی میں استعمال فرماتے ہیں۔"

حضرت مولانا عبدالغفور قاسمیؒ بھی انہیں منتخب بندوں میں شامل ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لیے چنا تھا۔

حضرت مولانا موصوفؒ نے پوری زندگی درس و تدریس، تبلیغ و دعوت اور صوبہ بھر میں دینی، سماجی و سیاسی خدمات میں مصروف رہ کر گزارا ہے۔ علمی اعتبار سے بلندیوں کو چھونے والا آدمی جب عوامی جلسہ یا اجتماع میں اپنی قوم سے مخاطب ہوتا تھا تو یوں لگتا تھا کہ پورا جلسہ اور مجمع آپ کی مٹھی میں ہے۔ چاہے تو ایک لمحہ میں سب کو ہنسادے اور چاہے تو سب کو رُلادے۔ آپ جب بھی بیان کے لیے اسٹیج پر موجود ہوتے تو سامعین میں خوشی کی ایک لہر دوڑ جاتی تھی۔ آپ جس طرح جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ کے سرپرست اور مقبول عوامی لیڈر تھے، اسی طرح عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے بھی دارالمہام سمجھے جاتے تھے۔ مجلس تحفظِ ختم نبوت نے اندرون سندھ جہاں بھی پروگرام رکھا اور حضرت مولانا کو اس میں شرکت کی درخواست کی، آپ فوراً اسے قبول فرماتے، بلکہ وقت سے پہلے وہاں پہنچ جاتے اور اہل علاقہ کو ملاقات کا شرف بخشتے، وہاں ان کے دینی و سیاسی معاملات کا جائزہ لیتے اور انہیں اپنے مشوروں سے خوب خوب نوازتے۔ کئی ایک جلسوں میں راقم الحروف کو بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مولانا کو محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ سے عشق کی حد تک تعلق تھا۔ آپ مزے لے کر حضرت بنوریؒ کی باتیں سناتے۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے بزرگوں سے بھی آپ کا ہمیشہ قریبی تعلق رہا۔ آپ نے حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، سفیر ختم

نبوت حضرت مولانا محمد جمیل خان شہیدؒ کے ہمراہ بیرون ملک ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے بھی کئی اسفار کیے۔

آپ جب کراچی تشریف لاتے تو مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں ضرور تشریف لاتے، جس سے دفتر میں موجود عملہ جہاں ان کی آمد پر خوشی محسوس کرتا، وہاں ان کے حوصلے بھی بلند ہوتے کہ ایسی بزرگ شخصیات الحمدللہ! ہماری سرپرستی فرما رہی ہیں اور ان کی توجہات ہمیں حاصل ہیں۔ ابھی آخری بار غالباً پندرہ بیس دن پہلے علاج معالجہ کی غرض سے جب کراچی تشریف لائے تو پہلے دفتر میں حاضری دی۔ وفات سے ایک دن پہلے عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کراچی کے مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد اور بھائی انور رانا صاحب مقامی ہسپتال میں آپ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس سے پہلے اور بعد میں بھی آپ کے خدام سے جماعت کا برابر رابطہ رہا۔ آپؒ کے مختصر ترین حالات زندگی روزنامہ اسلام میں کچھ یوں رپورٹ ہوئے:

''سجاول (نامہ نگار) مشہور بزرگ عالم دین شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد کراچی میں انتقال کر گئے۔ سجاول شہر و گرد و نواح میں کاروبار بند، مذہبی، سیاسی، علمی و ادبی حلقوں کی جانب سے گہرے دکھ کا اظہار۔ تفصیلات کے مطابق سجاول کی دینی درس گاہ جامعہ دارالفیوض القاسمیہ کے سرپرست مشہور بزرگ عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی کچھ عرصہ علالت میں رہنے کے بعد پیر کی صبح کراچی کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ مولانا کے انتقال کی خبر جیسے ہی سجاول پہنچی پورا شہر سوگ میں بند ہو گیا اور سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ان کی رہائش گاہ پر جمع ہونا شروع ہو گئے۔ مرحوم کی عمر ۷۳ برس تھی۔ انہوں نے سجاول، بدین، ٹھٹھی وغیرہ میں سینکڑوں مساجد و مدارس تعمیر کروائے۔ مولانا کے ہزاروں شاگرد سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں موجود ہیں۔ انہوں نے دینی خدمات کے علاوہ سیاست میں بھی حصہ لیا۔ دو مرتبہ قومی اسمبلی اور ایک مرتبہ صوبائی نشست پر انتخابات میں حصہ لیا تھا۔ مولانا کی میت جیسے ہی کراچی سے سجاول پہنچی تو انتظار میں کھڑے ہوئے علماء کرام، طلبہ اور سینکڑوں شہری اشکبار ہو گئے۔ علاقے میں مکمل سوگ چھایا رہا۔ مرحوم کو وصیت کے مطابق سجاول کے مصری شاہ قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم نے پسماندگان میں ۳ بھائی حاجی انور، حاجی عبدالمجید، حاجی حبیب اللہ اور دو بیٹیاں، ہزاروں شاگرد، طلبہ و رشتہ داروں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ مرحوم جے یو آئی (ف) کے صوبائی سرپرست اعلیٰ بھی رہ چکے تھے۔'' (روزنامہ اسلام، منگل ۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۳ء)

آپؒ کی وفات حسرت آیات پر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے اکابر نے اخبارات کو تعزیت نامہ مندرجہ ذیل الفاظ میں ارسال کیا:

''عالمی مجلس ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی و دیگر راہنماؤں نے اپنے مشترکہ بیان میں مولانا سائیں عبدالغفور قاسمی بانی و شیخ الحدیث جامعہ دارالفیوض قاسمیہ سجاول کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ ایک ممتاز عالم و بے لوث مجاہد ختم نبوت اور ایک بزرگ ہستی و روحانی شخصیت سے محروم ہو گئی ہے۔ آپ کی ذات گرامی پورے سندھ ہی نہیں، بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے رحمت کا موجب تھی۔ آپ کو تمام سیاسی و مذہبی حلقوں میں عزت و احترام اور عقیدت و محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے آپ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔''

آپ کی نماز جنازہ بعد نماز مغرب آپ کے ادارہ میں ہوئی، جس میں سندھ بھر کے علمائے کرام، سیاسی و مذہبی شخصیات کے علاوہ عوام کا ایک جم غفیر تھا۔

آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کراچی کا ایک نمائندہ وفد بھی سجاول پہنچا، جس میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مبلغ کراچی، حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ، حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی صاحب، بھائی انوار الحسن صاحب، بھائی طارق سمیع صاحب اور راقم الحروف شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور آپ کے لواحقین، پسماندگان اور شاگردوں کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ ''ہفت روزہ ختم نبوۃ'' کے باتوفیق قارئین سے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

حضرت مولانا عبدالغفور قاسمیؒ کی رحلت!

مولانا قاضی احسان احمد

زندگی کیا ہے، بس رب کریم کی طرف سے چند مستعار ساعتوں کا نام ہے۔ ایک مقررہ دن پر پوری ہوجاتی ہے، پھر دار فانی سے دار ابدی کی طرف رخت سفر باندھ لیتا ہے۔ لوگ اس دنیا میں آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں یہ آنا اور جانا اور بس، مگر کچھ لوگ ایسے آتے ہیں کہ جانے کے بعد بھی جگ میں اپنی یادوں کے سہارے موجود ہوتے ہیں، ان کی زندگی خوشیاں بکھیرتی ہے، ان کا طرز عمل ان کی شفقت، اپنے چاہنے والوں میں زندگی کی روح پھونک دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس جہاں میں بہت نمایاں اور باکمال اور بے مثال لوگ پیدا کئے، جنہیں مرور زمانہ کے باوجود لوگ آج بھی یاد رکھے ہوئے ہیں اور کبھی نہ کبھی، کسی نہ کسی مقام و موڑ پر موجود ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالغفور قاسمیؒ جو ہم سے ظاہراً جدا ہوگئے، مگر زندگی بھر قرآن وسنت کی تعلیم، تبلیغ اور اشاعت دین میں صرف کرکے ہزاروں عقیدت مندوں، علماء کرام، مشائخ عظام کا ایک بحر بے کراں چھوڑ کر گئے ہیں۔ غمزدہ محب اداس کھڑا فضا کو دیکھ رہا ہے، آج جامعہ دارالفیوض القاسمیہ سجاول کے در و دیوار بھی غم میں مبتلا محبوب کی جدائی میں افسردہ ہیں۔ یہ وہ چار دیواری ہے جہاں آپ داخل ہوتے ہی پُر بہار، باوقار، سفید لباس میں ملبوس، سرخ رومال، سر پر، لال چہرہ کے ہمراہ مولانا قاسمی موجود ہوتے اور ہر اپنے آنے والے کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہوئے گلے سے لگاتے، حال احوال لیتے تھے۔ ہر ہر آنے والا اپنے محبوب استاذ الحدیث کی جدائی پر تصویر غم بنا ہوا ہے۔

نماز عصر کے وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد حضرت مولانا مفتی خالد محمود، حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کی قیادت میں مدرسہ کی چار دیواری میں داخل ہوا۔ حضرت قاسمیؒ کے خادم خاص سفر و حضر کے رفیق مولانا ثناء اللہ سے گیٹ پر پہنچ کر رابطہ ہوا۔ مولانا موصوف رنج و غم سے نڈھال تشریف لائے، ملاقات ہوئی اور مہمان خانہ خاص میں لے جانے کا اہتمام کیا۔ عاشق، شوق دیدار میں جوق در جوق مدرسہ کی طرف انتہائی جذباتی انداز میں چلے آرہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ کا وسیع و عریض احاطہ علماء، طلباء، خطباء، دانشور، مفکرین و محبین سے بھرنا شروع ہوگیا۔ نماز مغرب کا وقت قریب تھا کہ مولانا کے آخری دیدار کے لئے ان کے پُرنور و معطر جسم خاکی کو اس مقام پر رکھا ہوا تھا، جہاں پر ساری زندگی حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک احادیث کا درس دیا کرتے تھے۔ دارالحدیث اور صحن کا احاطہ وسعت کے باوجود تنگی کی عکاسی کررہا تھا۔ موذن نے اذان شروع کی لوگ مسجد کی طرف بڑھنے لگے، مغرب کی امامت کی سعادت مولانا منظور احمد مینگل مدظلہ کو نصیب ہوئی، جنہوں نے وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے آیات مبارکہ کا انتخاب کرکے اپنی پُرسوز آواز میں نماز مغرب پڑھائی اور مربی استاذ کے لئے دعا کرتی ہر آنکھ اشکبار،، مغموم، ہر چہرہ غمزدہ، پُرسکون ماحول میں سسکیوں اور آہوں کی آوازیں بلند ہورہی تھیں۔

جامعہ کے بانی حضرت مولانا محمد انور مرحوم کے فرزند ارجمند جامعہ کے استاذ حدیث، مولانا قاسمیؒ کے سفر و حضر کے رفیق، مولانا صالح محمد مدظلہ نے بھرائی ہوئی آواز میں اللہ اکبر کہا، نماز جنازہ سے فارغ ہوگئے بعد زیارت، میت وصیت کے مطابق مصری شاہ قبرستان کی طرف لے جائی گئی، جہاں مولانا کو ان کی آخری آرام گاہ میں منتقل کرنا تھا۔ ''عاشق کا جنازہ ہے، ذرا دھوم سے نکلے'' کا مصداق مولانا عبدالغفور قاسمیؒ کا جسد خاکی بہت آرام سے قبر میں اتار دیا گیا۔ حضرت قاسمی! اللہ کی رحمت کے حوالے کہہ کر دعا ہوئی، ایک عجیب و غریب منظر تھا، بس الفاظ کہاں سے لائیں؟؟

رب کریم حضرت کے درجات بلند فرمائے، ان کی حسنات کو شرف قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

عقل پرستی کا فتنہ

اسباب، وجوہات، سدِّ باب

مفتی سمیع الرحمٰن

عالم تمدن کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جو قومیں سیاسی طور پر غالب ہوجاتی ہیں، ان کا تمدن انتہائی تیزی کے ساتھ مفتوح قوموں کو مرعوب کرتا ہوا پھیل جاتا ہے، کیونکہ مفتوح قومیں نفسیاتی طور پر مرعوب ہوکر فاتح قوم کے نظریات اور عادات واطوار کو ترقی کا مدار سمجھ لیتی ہیں۔ مسلمان جب سے اپنے سیاسی مرکز ''خلافت'' سے محروم ہوئے اور یورپ نے دنیا کی قیادت کا علم اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے، تب سے مسلمان معاشرہ ان عقل پرست تحریکوں کی زد میں ہے جو یورپ کی ''نورِ وحی'' سے محروم ''عقلِ محض'' کے علمبردار ہیں۔ وہ مسلمان معاشرے میں رہنے کی وجہ سے اسلام سے بے زاری کا اعلان کرنے کی سکت تو نہیں رکھتے، لیکن امورِ دینیہ کے مادی فوائد بتاکر یورپ کے عقلی سانچے میں ڈھالنے کے لیے مصروف کار ہیں۔ چنانچہ ان کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز ورزش اور ڈسپلن کا ذریعہ ہے، بالخصوص نماز فجر صبح سویرے کاروبارِ زندگی شروع کرنے کا ترغیبی بہانہ ہے۔ روزے سے معدے کی اصلاح ہوتی ہے اور ایک ماہ کے آرام سے گیارہ ماہ نظامِ ہاضمہ درست رہتا ہے۔ زکوٰۃ ٹیکس ہے جس سے اسلامی سرکار اپنے اخراجات پورے کرتی ہے۔ جہاد فقط ''دفاعی جنگ'' کا نام ہے۔ حج اہل اسلام کی عالمی کانفرنس ہے۔ سیاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں (یہ بعینہٖ وہی نعرہ ہے جو یورپی عوام نے کلیسا کے ظالمانہ نظام کی بغاوت میں بلند کیا تھا۔ اس احتجاجی تحریک نے بالآخر پوپ اور کلیسا کو ہمیشہ کے لیے سیاسی جدوجہد سے محروم کردیا۔ آج یہی نعرہ مسلمان ممالک میں زور وشور سے اٹھایا جارہا ہے۔)

کوئی ان ''دانشوروں'' سے پوچھے کہ اگر نماز ورزش ہے تو مرد وعورت، بچے وبوڑھے کے لیے یکساں کیوں ہے؟ دنیا کا کون سا جیم خانہ ہے جہاں دن میں پانچ بار ورزش کرنے کی ترغیب دی جاتی ہو؟ پھر اس ورزش کے لیے طہارت، وضو کی شرائط چہ معنی دارد؟ معدے کی صحت کے لیے مسلسل ایک مخصوص مہینے میں ہی روزے کیوں؟ ایسے دانشوروں کا ایک اور لطیفہ سنیے:

''حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ فرماتے ہیں کہ: وہ اور ان کے رفیق محترم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ایک جگہ گئے ہوئے تھے، کچھ ہی دنوں پہلے ''الفرقان'' کے حج نمبر میں مولانا موصوف (ندوی صاحبؒ) کا ایک مضمون (اپنے گھر سے بیت اللہ تک) نکلا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ حج کے موضوع پر اللہ تعالیٰ نے مولانا سے یہ عجیب وغریب مضمون لکھوایا تھا، عجب تاثیر اور عجب سوز سے بھرا ہوا ہے، خود میرا حال یہ ہے کہ میں نے بارہا اُسے پڑھا، لیکن ہر دفعہ اُس نے رلایا۔ ایک بڑے اچھے تعلیم یافتہ دوست جن کا دینی مطالعہ بھی اچھا خاصا رہا ہے وہ ملنے آئے، انہوں نے مولانا کے مضمون کی تعریف کی اور آخر میں کہا: ''لیکن اس میں ایک بڑی کمی رہ گئی ہے کہ حج کے اجتماع کا خاص مقصد اور فائدہ ہے، اس کا آپ نے بالکل ذکر نہیں کیا''۔ (پھر ان صاحب نے) فرمایا: ''دسویں تاریخ سے لے کر بارھویں، تیرھویں تاریخ تک منیٰ کے میدان میں سارے حجاج کو ٹھہرنے کا حکم ہے، اس کا مقصد اور کیا ہوسکتا ہے کہ شہر کے شور وشغب اور ہنگاموں سے بالکل الگ رہ کر اطمینان کے ساتھ وہاں کی پرسکون فضا میں دنیا کے اہم مسائل میں غور کریں''۔ میں نے دریافت کیا: جناب! حج کرچکے ہیں؟ اور آپ نے منیٰ میں حجاج کے ٹھہرنے کا منظر دیکھا ہے؟ فرمایا: ابھی تو نہیں، اللہ نصیب فرمائے۔ میں نے عرض کیا: جب اللہ تعالیٰ نصیب فرمائیں گے تو آپ کو خود بخود معلوم ہوجائے گا کہ آپ کتنی بڑی غلطی پر تھے؟ حیرت ہے! حج کا یہ مقصد سمجھنے والے یا اس قسم کی چیزوں کو حج کا خاص فائدہ بتانے والے اور ان باتوں کو زیادہ اہمیت دینے والے یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس مقصد کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہر ملک کے خواص اور نمائندے اور اہل الرائے حضرات کو بلایا جاتا یا کم از کم جمع ہونے پر خاص زور دیا جاتا، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ ہر مسلمان پر حج فرض کیا گیا ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اور عمر میں صرف ایک دفعہ فرض کیا گیا ہے۔ پھر غور کرنے کی بات ہے کہ احرام، طواف، سعی، قربانی، مکہ سے منیٰ جانا، منیٰ

سے عرفات دوڑنا، عرفات سے رات کو مزدلفہ آنا، وہاں سے پھر منیٰ اور منیٰ سے پھر مکہ بھاگنا اور مکہ سے منیٰ واپس جانا اور پھر ٹھہر کر روزانہ رمی جمار کرنا، آخر دیوانوں کے سے ان اعمال اور اس مجنونانہ دوڑ بھاگ سے اور عالم اسلام کی کانفرنس والے مقصد سے کیا ربط اور جوڑ ہے؟"

(اسلام بس:۲۰۴)

حقیقت یہ ہے کہ اگر امور دینیہ کو روحانی قالب سے نکال کر خالص مادی تناظر میں دیکھا جائے تو پھر نہ حل ہونے والے سوالات کا ایک سلسلہ چل نکلتا ہے۔ قربانی ایک عظیم اسلامی شعار ہے، جس کا فلسفہ ہی یہی ہے کہ خدا کے احکام میں حکمتوں اور مصلحتوں کے درپے نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب بیٹے کی قربانی کا حکم ملا تو انہوں نے پلٹ کر یہ نہیں پوچھا کہ اس میں کون سی حکمت ومصلحت ہے، بلکہ فوراً حکم خداوندی پر عمل کرتے ہوئے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی۔ لیکن عقل پرستوں نے یہاں بھی قربانی کے حقیقی مقصد کے نام سے ایک من گھڑت فائدہ ''غرباء پروری'' نکال لیا۔ عیدالاضحی کے موقع پر مضمون نگاروں کا ایک پورا قبیلہ ملکی اخبارات کے ذریعے عوام کو یہ ترغیب دیتا نظر آتا ہے کہ قربانی کا گوشت غریب کے فاقے ختم نہیں کرسکتا، اس لیے قربانی کی بجائے نقدی دے کر اس کے معاش کا مسئلہ مستقل بنیادوں پر حل کیا جائے۔

۹: نت نئے ذرائع ابلاغ اس فکری کج روی کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہر اسکرین پر کوئی نام نہاد دانشور ''آن لائن'' ہے اور فکر ونظر کی گتھیاں سلجھا رہا ہے۔ اسلام ''تماشۂ عوام'' بن چکا ہے، ہر شخص حکم خدا میں فائدے پوچھتا پھرتا ہے۔ اب تو دینی کتابوں کے نام تک یوں رکھے جارہے ہیں: ''نماز اور سائنس''، ''وضو اور سائنس'' گویا اب نجات کا دارومدار ایمان سائنسی پر ہے، نہ کہ ایمان شرعی پر۔ ارباب فتاویٰ کے نزدیک تو ایسا ایمان عقلی معتبر ہی نہیں ہے جو انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کی بجائے محض عقلی بنیاد پر استوار ہو۔

اہل علم کی ذمہ داریاں

اس فتنے کی سرکوبی تو درحقیقت یورپ کے قائدانہ علم کے سرنگوں کرنے میں منحصر ہے، تاہم اس کے سدِّ باب کے لیے اگر علماء کرام، فقہائے امت، ائمہ عظام، اساتذۂ کرام، تزکیۂ نفس کے منصب پر فائز صوفیاء اور مشائخ عظام، دعوتی، اصلاحی اور تبلیغی کام سے وابستہ افراد اپنے اپنے حلقوں میں توجہ رکھیں تو یہ گمراہی زیادہ پنپ نہیں سکتی۔ اس ترتیبی سلسلے میں یہ بات ذہن نشین کرائی جائے کہ:

۱:...... امور دینیہ کے اہتمام کا اصل مقصد معبود حقیقی کی قربت اور رضائے الٰہی کا حصول ہے، جو صرف آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

۲:...... امور دینیہ کے مادی فوائد جو محسوس ہوتے ہیں، وہ ہرگز مقصود نہیں۔

۳:...... چونکہ عوام الناس کی ذہنی سطح، مقصود بالذات، مقصود بالغرض، علت، سبب، فائدہ، اسرار کا فرق سمجھنے سے قاصر ہوتی ہے، اس لیے عوامی مجمع میں فقط اتنا بتادیا جائے کہ خدا کا کوئی حکم بے فائدہ نہیں ہوسکتا، اگرچہ ہمیں اس فائدے کا علم نہ ہو۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''علماء درحقیقت منادی کرنے والے ہیں اور ناقل احکام ہیں، خود موجد احکام نہیں، اس لیے ان سے علتیں پوچھنا حماقت نہیں تو کیا ہے؟ پھر جب آپ نے ایک فن سیکھا نہیں اور آپ اس سے محض ناواقف ہیں تو آپ کو سمجھانا بھی تو ایسا ہوگا جیسے ایک سائیس کو اقلیدس کی اشکال سمجھانے لگیں تو وہ کیا سمجھے گا؟ علماء آج کل لوگوں کی رائے پر چلنے لگے ہیں، جس سے عوام کی جرأت بڑھ گئی ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ علماء کیا نوکر ہیں کہ بے فائدہ دماغ خالی کریں؟''

(مجادلات معدلات نمبر:۸، حصہ سوم، دعوات عبدیت)

۴:...... جس علت کے وجود پر قطعی دلائل نہ ہوں، اس کے بیان سے گریز کیا جائے، بالخصوص جب وہ جامع ومانع نہ ہو، مثلاً حرمت زنا کا یہ سبب بیان کرنا کہ اس سے اختلاط نسب کا اندیشہ رہتا ہے، درست نہیں، کیونکہ اگر خاتون حاملہ ہو یا بانجھ پن میں مبتلا ہو تو اختلاط نسب کا اندیشہ نہیں رہتا۔ اسی طرح سود کی یہ علت بیان کرنا کہ یہ انسان کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا ایک ہتھکنڈہ ہے، درست نہیں، کیونکہ یہ علت تجارتی سود جو بڑے بڑے تاجر اپنی تجارت کے فروغ کے لیے بینکوں سے قرض اٹھاتے ہیں، ان پر کسی طرح صادق نہیں آتی۔ اسی طرح خنزیر کی حرمت میں یہ بیان کرنا کہ وہ گندگی کھاتا ہے یا اس کے گوشت میں مضر صحت جراثیم پائے جاتے ہیں، درست نہیں، کیونکہ آج کل انہیں صاف ستھرے فارموں میں پالا جاتا ہے۔ نیز مضر صحت جراثیم کسی وقت بھی ختم ہوسکتے ہیں اور سائنسی تحقیق بھی بدل سکتی ہے۔ اس لیے ایسی علت ہرگز نہ بیان کی جائے جو جامع ومانع نہ ہو۔

۵:...... حکمت اور اسرار بیان کرنے میں پہلی ترجیح قرآن کریم اور حدیث رسولؐ کو دی جائے، جہاں جہاں نفس عبادت کے ساتھ اس کی حکمت اور منفعت کا بیان ہوا ہے، اُسے بیان کیا جائے، مثلاً: نماز کے متعلق قرآن کریم میں ہے: ''وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ'' (طٰہٰ:۱۴) ''اور مجھے یاد رکھنے کے لیے نماز قائم کرو'' یعنی نماز یاد خدا کا بہترین ذریعہ ہے۔

دوسرے مقام پر ہے: "اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ" (العنکبوت:۴۵) "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔"

روزے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" (البقرۃ:۱۸۳)

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیے گئے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، امید ہے کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

زکوٰۃ کے متعلق ارشاد ہے:

"خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ" (التوبۃ:۱۰۳)

"اے پیغمبر! ان لوگوں کے اموال میں سے صدقہ وصول کرلو، جس کے ذریعے تم انہیں پاک کردوگے اور ان کے لیے باعث برکت ہوگے اور ان کے لیے دعا کرو، یقیناً تمہاری دعا ان کے لیے سراپا تسکین ہے۔"

یعنی زکوٰۃ کی حکمت یوں بیان ہوئی کہ یہ مالی فریضہ ہے، تطہیر ہے، تزکیہ ہے۔

حج کے متعلق ارشاد ہوا:

"وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْھَدُوْا مَنَافِعَ لَھُمْ وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِّنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ" (الحج:۲۷)

"اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والے ان اونٹنیوں پر سوار ہوکر آئیں جو لمبے سفر سے دبلی ہوگئی ہوں، تاکہ وہ ان فوائد کو آنکھوں سے دیکھیں جو ان کے لیے رکھے گئے ہیں اور متعین دنوں میں ان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا کیے ہیں۔"

حدیث شریف میں ہے: "اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف، صفا مروہ کے درمیان سعی اور کنکریاں مارنا اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم کرنے کے لیے ہے۔" (ابوداؤد)

ہدی اور ذبیحہ جانوروں کے متعلق آیا ہے:

"لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ" (الحج:۳۷)

"اللہ تعالیٰ کو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے، نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے، ہم نے یہ جانور اسی طرح تمہارے تابع بنادیے ہیں، تاکہ تم اس بات پر اللہ کی تکبیر کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی۔"

شراب کے متعلق ارشاد فرمایا:

"رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ۔" (مائدہ:۹۰)

ترجمہ: "یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں۔"

ایک دوسرے مقام پر اس کی علت یوں بیان کی گئی:

"اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ" (المائدۃ:۹۱)

ترجمہ: "شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض کے بیج ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔"

دیکھئے! اس آیت میں شراب کے نقصان میں یہ بات بیان نہیں کی گئی کہ اس سے عقل میں خلل پڑتا ہے، کیونکہ اس صورت میں ایک دو گھونٹ اور مخصوص مقدار میں پینے والا اپنا جواز ڈھونڈ نکالے گا۔

فضول خرچی اور اسراف کے متعلق بیان ہوا:

"اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا۔" (الاسراء:۲۶)

"بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔"

قتل اولاد پر روک ٹوک کرتے ہوئے بیان فرمایا گیا: "اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا۔" (الاسراء:۳۱) "یقین جانو کہ ان کو قتل کرنا بڑی بھاری غلطی ہے۔"

زنا کے قریب جانے سے روکتے ہوئے فرمایا گیا: "اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَاءَ سَبِیْلًا" (الاسراء:۳۲) "وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے راہ روی ہے۔" کلام الٰہی کا یہ اعجاز ہے کہ مختصر سا جملہ زنا سے پیدا ہونے والی ہر قسم کی معاشرتی برائیوں کا احاطہ کرتا چلا جاتا ہے۔

یتیموں کا مال کھانے پر فرمایا گیا: "اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا" (النساء:۲) "بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔"

قرآن وحدیث کا یہ سادہ طرز تخاطب حکمتوں کے بیان میں انتہائی مؤثر ہے۔ معاملات ومعاشرت کے دیگر احکام جن میں اس طرح حکمتوں کا تذکرہ نہیں ہوا، ان کے متعلق یہی عقیدہ رکھا جائے کہ خدا اپنے

احکام کی حکمتوں اور اسرار کو ہماری نظر سے پوشیدہ رکھ کر ہمارا امتحان لینا چاہتا ہے کہ کون عقل کے گھوڑے دوڑا کر اس کے پیچھے سرپٹ دوڑتا چلا جاتا ہے اور کون تسلیم و رضا کے جذبے سے سرشار ہو کر سر تسلیم خم کر لیتا ہے اور سراپا نمونہ بن جاتا ہے اس آیت قرآنی کا:

"سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ" (البقرۃ:۲۸۵)

ترجمہ: "ہم نے اللہ اور رسول کے احکام کو توجہ سے سن لیا ہے اور ہم خوشی سے ان کی تعمیل کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم آپ کی مغفرت کے طلب گار ہیں اور آپ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔"

اسرار و حکم اور فتنہ عقل پرستی کی تردید پر مشتمل اہم کتب:

اہل علم درس و تدریس سے وابستہ افراد، دعوت و ارشاد کے جذبے سے سرشار طلباء کرام اپنی فکر و نظر میں وسعت پیدا کرنے کے لیے اسرار و حکم کے موضوع پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ کریں۔ علامہ غزالیؒ، علامہ خطابی اور علامہ ابن السلام دمشقی کی کتابیں اس موضوع پر بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ برصغیر کے نامور عالم محدث کبیر علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اس موضوع پر سب سے پہلی مدون و مرتب کتاب "حجة الله البالغة" تحریر فرمائی ہے، جسے حضرت مولانا منظور احمد نعمانی نے آنحضرت ﷺ کا معجزہ قرار دیا جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا ہو۔ (مقدمہ حجۃ اللہ البالغۃ) اس کا اردو ترجمہ بمع تشریحات دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری نے کیا ہے، جو چھ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

زمانہ قریب کے ایک طرابلسی عالم دین، فقیہ و ادیب حسین بن محمد بن مصطفیٰؒ نے ایک رسالہ "الرسالة الحميدية" کے نام سے تحریر فرمایا، جو ایک عرصے تک پاکستان کے مدارس میں داخل نصاب رہا اور اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

علاوہ ازیں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی اس موضوع پر دو کتابیں تحریر فرمائی ہیں: ۱-انتباہات مفیدہ، ۲-احکام اسلام عقل کی نظر میں۔ یہ دونوں کتابیں اردو زبان میں ہیں۔ پہلی کتاب کا عربی ترجمہ ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کے استاذ ادب مولانا نور عالم خلیل الامینی نے کیا، جبکہ پاکستان میں اس کا عربی ترجمہ معروف محقق اور محدث مولانا نور البشر صاحب نے کیا ہے جو پاکستان کے دینی مدارس میں داخل نصاب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ نے یہ دونوں کتابیں تحریر فرما کر یورپ کے عقلی سیلاب کے سامنے بند باندھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کی طرف سے انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) اس کے علاوہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ایک مختصر مگر جامع رسالہ "عقل و نقل" کے نام سے تحریر فرمایا، جس میں انتہائی اہم اور مفید بحثیں ہیں۔

اس سلسلے کی آخری گزارش یہ ہے کہ "صحبت اولیاء" کا اہتمام کیا جائے۔ "قیل و قال" کے مریضوں کے لیے تو یہ نسخۂ شفا ہے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی صحبت وہ بھٹی ہے جہاں قلب و فکر کی آلودگیاں جھڑتی ہیں اور عشق الٰہی کا رنگ چڑھتا ہے۔ خدا کی معرفت کے لیے عشق و محبت سے زیادہ آسان اور بے خطر راستہ کوئی اور نہیں ہے۔ عشق آتش نمرود میں بے خطر کود جاتا ہے اور عقل دربام رہ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ نے ایک خط میں امام المتکلمین فخر الدین رازیؒ کو ان کی حمیت دینی کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"عقل مند کو چاہیے کہ وہ خدا کی جود و کرم کی خوشبوؤں سے فائدہ اٹھاتا رہے، ہمیشہ نظر و استدلال کی قید میں نہ پھنسا رہے، کیونکہ خدا کی معرفت کے لیے استدلال عقلی کا سہارا لینے والا ہمیشہ شک و شبہ میں رہتا ہے۔ حال ہی میں مجھے آپ کے ایک دوست نے آپ کے متعلق بتایا کہ ایک دن اس نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا، حاضرین مجلس نے آپ سے اس آہ و زاری کی وجہ دریافت کی تو آپ نے بتایا: "جس مسئلے پر میں عرصہ تیس سال سے اعتقاد جمائے بیٹھا تھا، اس کے خلاف واقعہ ہونے کا عقدہ اب مجھ پر کھلا ہے، اب میں نئے استدلال پر کب تک اطمینان کر سکتا ہوں؟ وہ بھی پہلے کی طرح کسی وقت غلط ہو سکتا ہے۔" یہ تو آپ کا اپنا اقرار ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو شخص عقل و استدلال سے آگے بڑھ کر وادئ عشق میں قدم نہیں رکھتا، اس کے لیے راحت و سکون اور اطمینان قلب کی دولت حاصل کرنا ناممکن ہے، بالخصوص خدا کی معرفت تو اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی، تو پھر میرے بھائی! آپ کیوں اس گرداب میں پڑے ہیں؟ ریاضات، مجاہدات، مکاشفات اور خلوت کا وہ طریقہ کیوں اختیار نہیں کر لیتے جسے رسول اللہ ﷺ نے مشروع فرمایا ہے؟ جس کے نتیجے میں آپ اس چشمۂ معرفت سے فیض یاب ہو سکتے ہیں جو خدا اپنے محبوب بندوں کی سیرابی کے لیے کھولتا ہے، جس کے متعلق فرمایا گیا:

"آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا" (الکہف:۶۵)

ترجمہ: "جس کو ہم نے اپنی خصوصی رحمت سے نوازا تھا اور خاص اپنی طرف سے ایک علم سکھایا تھا۔" (رسائل ابن عربی، ص:۱۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت) ☆☆

برأت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیوں نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی کتاب "المصالح العقلیہ" میں بعض عبارات کوسرسری طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات سے ملتے جلتے پایا تو انہوں نے دعویٰ کردیا کہ حضرت تھانوی قدس سرہ نے یہ عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی پانچ کتابوں سے لی ہیں۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب پی ایچ ڈی لندن نے اس مقالہ میں قادیانی مضمون نگاروں کی غلط بیانی اور علمی خیانت کا پردہ چاک کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے ہی دوسرے کی عبارات میں تحریف کرکے انہیں اپنی کتابوں اور رسائل کا حصہ بنایا ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۸۳ء میں ماہنامہ "الرشید" ساہیوال اور ماہنامہ "بینات" کراچی بابت صفر المظفر ۱۴۰۵ھ میں شائع ہو چکا ہے۔ قندِ مکرر کے طور پر قارئین ہفت روزہ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

علامہ ڈاکٹر خالد محمود، لندن

قادیانیوں نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی کتاب "المصالح العقلیہ" میں بعض عبارات کو مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات سے لفظ بہ لفظ ملتے پایا تو انہوں نے دعویٰ کیا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ عبارات مرزا صاحب کی پانچ کتابوں سے لی ہیں اور یقیناً انہی سے لی ہیں۔

ان کے دوست محمد شاہد نے ۵رمئی اور ۷رمئی ۱۹۸۳ء کے "الفضل" ربوہ میں پہلی بار انکشاف اور پھر ان کے ہفت روزہ "لاہور" نے اس مضمون کو بڑے اہتمام سے شائع کیا اور دعویٰ کیا کہ مولانا تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے لئے ہیں اور یہ بھی الزام لگایا کہ مولانا تھانویؒ نے کہیں نہیں لکھا کہ یہ مضمون انہوں نے کسی اور مصنف سے لئے ہیں۔

دوست محمد صاحب کے اس الزام نے عوام میں ایک عجیب پریشانی پیدا کردی کہ مولانا تھانویؒ جیسے جلیل القدر عالم نے مرزا غلام احمد کی عبارات کو اپنا کیوں ظاہر کیا ہے، مگر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ مولانا تھانویؒ نے اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں صاف لکھ دیا کہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں بعض مضامین کسی اور کتاب سے لئے ہیں، اس میں بہت سی باتیں غلط بھی تھیں اگرچہ اس میں کچھ صحیح مضامین بھی تھے، اس لئے مولانا تھانویؒ نے اس کتاب کا نام ذکر نہ کیا تا کہ اس میں لوگوں کی غلط رہنمائی کا گناہ ان پر نہ آئے۔

المصالح العقلیہ کے اس مقدمہ میں حضرت تھانویؒ کے اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

"احقر نے غایت بے تعصبی سے اس میں بہت سے مضامین کتاب مذکور بالا سے بھی جو کہ موصوف بصحت تھے لے لئے اور اس میں احکام مشہورہ کی کچھ کچھ ہی مصلحتیں مذکور ہوں گی جو اصول شرعیہ سے بعید نہ ہوں اور افہام عامہ کے قریب ہوں، مگر یہ مصلحتیں نہ سب مخصوص ہیں نہ سب مدار احکام اور نہ ان میں انحصار ہے۔"

(المصالح العقلیہ ص:۱۴، ۱۵)

ہم نے حضرت تھانویؒ کی یہ تصریح دیکھی ہے تو قادیانی خیانت کا پردہ چاک ہو گیا، وہ حیرت جاتی رہی جو دوست محمد شاہد قادیانی کے مذکورہ سابقہ مضمون سے پیدا ہوئی تھی، مگر اس پر حیرت ضرور ہوئی کہ دوست محمد قادیانی کو اتنا صریح جھوٹ بولنے اور مغالطہ دینے کی جرأت کیسے ہوئی کہ مولانا تھانویؒ نے کسی قسم کا حوالہ دیئے بغیر دوسروں کی عبارات کو اپنا ظاہر کیا ہے۔ اگر وہ یوں کہتے کہ مولانا تھانویؒ نے اس کتاب کے مصنف کا نام نہیں لیا جہاں سے بعض عبارات انہوں نے لی ہیں تو بے شک انہیں اس سوال کا حق پہنچتا تھا، لیکن اس حوالے کا سرے سے ذکر نہ کرنا اور لوگوں کو یہ تاثر دینا کہ مولانا تھانویؒ نے یہ عبارات بغیر کسی قسم کے حوالہ دیئے اپنے نام سے پیش کردی ہیں۔ قادیانیوں کی کھلی خیانت اور ان کے صریح جھوٹ کی ایک اور مثال ہے۔

ہم نے ماہنامہ "الرشید" ساہیوال کی اگست ۱۹۸۳ء کی ایک اشاعت میں دوست محمد صاحب شاہد سے مطالبہ کیا کہ وہ اس غلط بیانی کی برسرِ عام معافی مانگیں، مگر افسوس کہ انہیں اس کی توفیق نہ ہوئی، البتہ ان کے ایک ایڈووکیٹ محمد شبیر ہرل نے ہفت روزہ "لاہور" کی ۲۷ر اگست کی اشاعت میں دوست محمد صاحب کی اس خیانت کو حق بجانب ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی، ہم نے ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کی ۱۶ر ستمبر کی اشاعت میں "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے عنوان سے اس کا پورا تعاقب کیا۔ قادیانیوں کے دو پہلوان دوست محمد اور محمد شبیر ہرل چت گرے تو ان کی طرف سے بورے والا کے عبدالرحیم بھٹہ، ہفت روزہ لاہور کی ۲۹ر اکتوبر کی اشاعت میں سامنے آئے اور ایک ایسا مضمون لکھا جو تضاد بیانی، حیرت سامانی اور بوکھلاہٹ میں اپنی مثال آپ ہے اور اس لائق نہیں کہ اس کی تردید کرنے کی کوئی ضرورت محسوس ہو۔

یہ قادیانی مضمون نگار اگر یہ کہتے کہ مولانا تھانویؒ نے اپنے اس مقدمہ کتاب میں صرف ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے، حالانکہ ان کی کتاب "المصالح

العقلیہ'' میں مرزا صاحب کی ایک کتاب سے نہیں، ان کی پانچ کتابوں کے اقتباسات ہیں تو پھر بھی کوئی بات تھی اور ہمارے ذمہ ہوتا کہ ہم حضرت تھانویؒ کی طرف سے جواب گزارش کریں۔

مگر افسوس کہ دوست محمد قادیانی نے اپنے اس انکشاف کی خشت اول ہی کچھ ایسی ٹیڑھی رکھی کہ اس پر جو دیوار بنتی گئی، ٹیڑھی بنتی گئی۔ یہاں تک کہ عبداللہ ایمن زئی نے اس پر ایک رسالہ ''کمالات اشرفیہ'' لکھ مارا، اس طنز آمیز نام سے کتاب کی خوب اشاعت کی۔ ایمن زئی صاحب نے بھی کہیں ذکر نہ کیا کہ مولانا تھانویؒ نے اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں لکھ دیا ہے کہ انہوں نے ایک کتاب کے بعض مضامین اپنی اس کتاب میں لئے ہیں۔ اگر وہ یہ بات لکھ دیتے تو ان کی یہ نشاندہی ''مذہبی دنیا میں زلزلہ'' کیسے بنتی اور وہ اپنے اس رسالہ کو ''عقل گم کردینے والے انکشافات'' کیسے کہتے:

''تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے''

افسوس کہ یہ لوگ ایک ہی لکیر پیٹتے رہے کہ مولانا تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا صاحب کی پانچ کتابوں سے بغیر کسی کا حوالہ دیئے اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں۔ ہم نے ان قادیانی مضمون نگاروں کے ہر مضمون پر ان کا نوٹس لیا اور انہیں اس غلط بیانی اور خیانت سے رجوع کرنے کی دعوت بھی دی، مگر افسوس کہ ان حضرات نے کہیں بھی اپنی اس خیانت، پشیمانی کا اظہار نہ کیا اور نہ انہیں اس علمی خیانت سے توبہ کی توفیق ہوئی۔

عقلی حکمتیں مولانا تھانویؒ کی نظر میں:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک نہایت بلند پایہ اور راسخ فی العلم عالم دین تھے، ان کے ہاں احکام دین کی یہ حکمتیں نہ منصوص ہیں نہ مدار احکام، بلکہ وہ تو یہ چاہتے تھے کہ لوگ اس قسم کے مباحث میں نہ پڑیں لیکن وہ انہیں اس سے روکنے پر قادر نہ تھے، مجبوراً انہوں نے انہیں ایک صحیح سمت موڑا۔

آپؒ نے ان میں سے وہ مضامین جو ان کے نزدیک اصول شریعت سے بعید نہ تھے لے لئے اور اس کتاب کے مولف کا نام نہ بتایا کہ ان کی نشاندہی پر لوگ اس کتاب کی طرف نہ دیکھیں جو تمام تر رطب و یابس سے پُر تھی اور عامۃ الناس کو اس کا دیکھنا سخت مضر تھا۔ مولانا تھانویؒ لکھتے ہیں:

''غرض اس میں کوئی شک نہ رہا کہ اصل مدار ثبوت احکام شرعیہ فرعیہ کا نصوص شرعیہ ہیں لیکن اسی طرح اس میں بھی شبہ نہیں کہ باوجود اس کے پھر بھی ان احکام میں مصالح اور اسرار بھی ہیں اور اگر مدار ثبوت ان احکام کا ان پر نہ ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن ان میں یہ خاصیت ضرور ہے کہ بعض طبائع کے لئے ان کا معلوم ہو جانا احکام شرعیہ میں مزید اطمینان پیدا کرنے کے لئے ایک درجہ میں معین ضرور ہے گو اہل یقین راسخ کو اس کی ضرورت نہیں۔''

(المصالح العقلیہ، ص:۱۳)

حضرت مولانا تھانویؒ کی اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ انہوں نے اس کتاب سے مضامین اس لئے نہیں لئے کہ مولانا کو خود ان کی ضرورت تھی یا وہ انہیں کسی درجہ میں علم و معرفت کا سرمایہ سمجھتے تھے، بلکہ محض اس لئے کہ ان کے بیان سے وہ علم و یقین کے ضعفاء کو کسی درجہ میں کچھ تسلی دے سکیں، حضرت مولانا تھانویؒ کی اس تصریح کے باوجود جناب عبداللہ ایمن زئی، حضرت مولانا تھانویؒ کو اس آب حیات کا متلاشی بتلا رہے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ حضرت مولانا جیسے راسخین فی العلم کے ہاں ان مضامین عقلیہ کا کچھ وزن نہیں وہ حضرت مولانا کو اس ''چشمۂ فیض'' سے سیراب ہوتا یوں پیش کرتے ہیں، ان کے مندرجہ ذیل پانچ پیرے ملاحظہ کیجئے:

۱:... ''حضرت تھانویؒ اس نکتے پر غور فرما رہے تھے کہ خنزیر کو حرام قرار دینے کا عقلاً کیا جواز ہے، اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جو لٹریچر تخلیق ہوا اور بڑے بڑے علماء و مفسرین نے اس مسئلے پر جو کچھ لکھا وہ سب حضرت تھانویؒ کی نظر میں تھا، مگر انہوں نے یہ سارا سرمایۂ معرفت ایک طرف رکھ دیا اور مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں حرمتِ خنزیر کے جو اسباب بیان کئے تھے وہ اپنی کتاب میں نقل کردیئے۔''

(کمالات اشرفیہ، ص:۷)

۲:... ''حضرت تھانویؒ اپنی کتاب کی تصنیف کے وقت غور فرما رہے تھے کہ نماز پنج گانہ میں کیا حکمتیں ہیں، اسی دوران میں'' ان کی نظر سے مرزا صاحب کی مذکورہ کتاب ''گزری'' اس میں بیان کردہ حکمتیں حضرت تھانویؒ کو اس قدر پسند آئیں کہ لفظ بہ لفظ اپنی کتاب میں نقل فرمادیں۔'' (کمالات اشرفیہ، ص:۱۶)

۳:... ''حضرت مولانا تھانویؒ کتاب کے لئے اس موضوع پر غور و فکر اور مطالعہ فرما رہے تھے تلاش و تحقیق کے دوران مرزا صاحب کی کتاب ''نسیم دعوت'' انہیں ملی، انہوں نے یہ کتاب پڑھی اور محسوس کیا کہ انسانی قویٰ کے استعمال کے جو طریقے مرزا صاحب نے قرآن شریف پر تدبر کرنے کے بعد بیان کئے ہیں ان سے بہتر نکات بیان نہیں کئے جاسکتے۔''

(کمالات اشرفیہ، ص:۲۰)

۴:... ''روح اور قبر کے تعلق کے بارے میں صدیوں تک علماء اور حکما اسلام نے بحث کی اور آخر یہی نتیجہ نکالا کہ قبر کے ساتھ روح کا تعلق کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ حضرت تھانویؒ کے

پیش نظر بھی یہی مسئلہ تھا، اسی دوران میں حضرت تھانویؒ کی نظر سے مرزا صاحب کی ایک تقریر گزری۔۔۔ مرزا صاحب کی تقریر کی ساری عبارت حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب میں شامل کرلی۔" (کمالات اشرفیہ ص:۲۷)

۵:... "حضرت مولانا تھانویؒ نکاح اور طلاق کی حکمتوں پر غور فرمارہے تھے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب آریہ دھرم میں نکاح وطلاق کی حکمتوں پر بحث کرچکے تھے۔ حضرت تھانویؒ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس سے استفادہ کیا، مولانا مغفور مرزا صاحب کی بحث کو پڑھ کر اسے اپنے رنگ میں اور اپنے الفاظ میں بیان کرسکتے تھے.... مگر حضرت تھانویؒ کو خراج تحسین ادا کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے دھوکا فریب سے کام لینے کی بجائے مرزا صاحب کی یہ ساری بحث مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں اپنی کتاب کی زینت بنادی۔" (کمالات اشرفیہ ص:۳۰)

ان پانچوں اقتباسات کا حاصل یہ ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ ان مسائل میں واقعی ضرورت مند تھے اور مرزا صاحب کی کتابوں میں ان کی مشکل کا حل موجود تھا اور انہوں نے اپنی یہ مشکل مرزا صاحب کی کتابوں ہی سے حل کی۔ جناب عبداللہ ایمن زئی نے یہ عبارات لکھتے ہوئے، حضرت تھانویؒ کے اس جملہ کو چھوا تک نہیں جو حضرت تھانویؒ اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں لکھ چکے تھے اور اس سے پوری حقیقت حال سے پردہ اٹھتا تھا، وہ جملہ یہ ہے:

"اہل یقین اور راسخ العلم کو اس کی ضرورت نہیں لیکن بعض ضعفاء کے لئے تسلی بخش اور قوت بخش بھی ہے۔"

اب آپ ہی غور فرمائیں کہ حضرت تھانویؒ تو ان مضامین عقلیہ کو کوئی علم وعرفان کا موضوع قرار نہیں دے رہے۔ ضعفاء ایمان کے لئے محض ایک تسلی کا سامان کہہ رہے ہیں اور عبداللہ ایمن زئی صاحب ہیں کہ خلاف مراد متکلم حضرت تھانویؒ کو ان مضامین میں تحقیق حق کا جویا بتلارہے ہیں۔ حضرت تھانویؒ کو غور وفکر میں ڈوبا ہوا ظاہر کررہے ہیں اور لکھ رہے ہیں کہ حضرت تھانویؒ کو مرزا صاحب کے ہی سرچشمۂ فیض سے سیرابی نصیب ہوئی۔

جو شخص بھی حضرت تھانویؒ کے اس مقدمہ کو پڑھے گا اور پھر ایمن زئی صاحب کی ان عبارات کو دیکھے گا وہ بلاتامل کہے گا کہ ایمن زئی صاحب نے ان عبارات میں حق وانصاف کا خون کیا ہے کچھ بھی خدا کا خوف نہیں کیا، جو بات حضرت تھانویؒ نے صرف ضعفاء ایمان کے لئے تسلی کا سامان کہی تھی، اسے ایمن زئی نے خود حضرت تھانویؒ جیسے راسخ فی العلم کے لئے سرمایۂ یقین ٹھہرادیا ہے۔ یہ کھلی خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟

عقلی حکمتیں اور روحانی معارف:

عبداللہ ایمن زئی نے یہ جانتے ہوئے کہ مولانا تھانویؒ کے نزدیک احکام اسلام کی مصلحتوں اور حکمتوں کا علم سرے سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور نہ وہ اسے کسی پہلو میں روحانی معارف میں جگہ دیتے ہیں۔ مولانا تھانویؒ کی کتاب "المصالح العقلیہ" کو روحانی معارف کی کتاب سمجھ لیا ہے۔ ایمن زئی صاحب یہ بھی نہ سمجھ سکے کہ مولانا تھانویؒ تو سرے سے ہی ان کے خلاف تھے، انہیں محض ضعیف الاعتقاد لوگوں کے لئے سامان تسلی سمجھتے تھے۔ کاش کہ ایمن زئی صاحب حضرت تھانویؒ کی یہ عبارات ہی مقدمہ میں دیکھ لیتے:

"ہمارے زمانہ میں تعلیم جدید کے اثر سے جو آزادی طبائع میں آ گئی ہے، اس سے بہت سے لوگوں میں ان مصالح کی تحقیق کا شوق پیدا ہوگیا ہے اور گو اس کا علاج تو یہی تھا کہ ان کو اس سے روکا جائے۔" (المصالح العقلیہ ص:۱۴)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت تھانویؒ کے ہاں ان کی یہ کتاب کوئی روحانی معارف کی کتاب نہ تھی، انہوں نے ادنیٰ سمجھ والوں کے لئے احکام اسلام کی یہ چند مصلحتیں ذکر کی تھیں تاکہ عوام کو ان میں رغبت ہو۔ افسوس کہ ایمن زئی صاحب نے انہیں روحانی معارف کا خزانہ یا قرآن مجید کی کوئی بہت بڑی تفسیر سمجھ لیا اور ثابت کرنے کی کوشش کی۔ دیکھو مولانا تھانویؒ جیسا جلیل القدر عالم مرزا صاحب سے روحانی معارف کا سبق لے رہا ہے، ایمن زئی صاحب لکھتے ہیں:

"لاکھوں انسانوں کے پیشوا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی مشہور ومعروف کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں، ایک ایسی پُر معارف تصنیف ہے جس کے اسرار ومعارف مرزا غلام احمد قادیانی کی مختلف اور متعدد کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں۔" (کمالات اشرفیہ ص:۵)

پھر ایمن زئی صاحب یہ بھی لکھ گئے:

"اپنے زمانے کا اتنا بڑا عالم جس نے لاکھوں انسانوں کو علم دین پڑھایا، وہ اپنی کتاب "احکام اسلام عقل کی نظر میں" لکھتے ہوئے اتنا بے بس ہوگیا کہ روحانی معارف بیان کرنے کے لئے اسے مرزا صاحب کی کتابوں کا سہارا لینا پڑا۔" (کمالات اشرفیہ ص:۵)

مولانا تھانویؒ تو اپنی اس کتاب کو روحانی معارف کا خزانہ بالکل نہیں کہہ رہے بلکہ صراحت کررہے ہیں کہ راسخ العلم اہل یقین کو اس کی کوئی ضرورت نہیں صرف ضعفاء اسلام کے لئے اس میں کچھ تسلی کا سامان ہے مگر ایمن زئی صاحب ان کی

کتاب پر عقیدت کا وہ حاشیہ چڑھا رہے ہیں جو حضرت تھانویؒ کے مریدین میں سے بھی کسی کو آج تک نہیں سوجھا ہوگا۔ یہ اس لئے نہیں کہ انہیں حضرت تھانویؒ سے عقیدت ہے بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے اس اظہار سے مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں اپنے ذہن کو کچھ تسکین دینا چاہتے ہیں۔

مولانا تھانویؒ کی کتاب میں غیر مسلموں کی نقول:

مولانا تھانویؒ نے اپنی اس کتاب میں احکام اسلام کی بعض حکمتیں غیر مسلموں سے بھی نقل کی ہیں۔ آپ ایک مقام پر ایک جرمن مقالہ نویس سے اسلام کے حفظ صحت کے اصولوں میں ایک حکمت ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

”اسلام نے صفائی اور پاکیزگی اور پاکبازی کی صاف وصریح ہدایت کو نافذ کرکے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچایا ہے غسل اور وضو کے واجبات نہایت دور اندیشی اور مصلحت پر مبنی ہیں غسل میں تمام جسم اور وضو میں ان اعضا کا پاک صاف کرنا ضروری ہے جو عام کاروبار یا چلنے پھرنے میں کھلے رہتے ہیں۔ منہ کو صاف کرنا اور دانتوں کو مسواک کرنا، ناک میں اندرونی گرد و غبار وغیرہ کو دور کرنا یہ تمام حفظ صحت کے لوازم ہیں اور ان واجبات کی بڑی شرط آب رواں کا استعمال ہے جو فی الواقع جراثیم سے پاک ہوتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لحم خنزیر اور بعضے ممنوع جانوروں کے اندر امراض ہیضہ و ٹائی فائیڈ بخار وغیرہ کا خطرہ دریافت کرلیا تھا۔“

(المصالح العقلیہ، ص:۱۹۸، از اخبار وکیل ۱۸؍جون ۱۹۱۳ء)

عبداللہ ایمن زئی کیا اس جرمن مقالہ نویس کو قرآنی معارف کا سرچشمہ کہیں گے کہ مولانا تھانوی جیسا بڑا عالم اسلامی احکام کی ایک حکمت اس غیر مسلم سے نقل کررہا ہے۔ مولانا تھانویؒ نے جرمن کے ڈاکٹر کورخ کی بھی ایک تحریر احکام اسلام کے مصالح عقلیہ میں پیش کی ہے۔ ہم اس کا بھی ایک اقتباس یہاں پیش کرتے ہیں:

”جس وقت سے مجھ کو نوشادر کا داء الکلب کے لئے تیر بہدف علاج ہونا دریافت ہوگیا ہے اس وقت سے میں اس عظیم الشان کی خاص طور پر قدر و منزلت کرتا ہوں۔ اس انکشاف کی راہ میں مجھ کو انہیں کے مبارک قول کی شمع نور نے روشنی دکھائی۔ میں نے ان کی وہ حدیث پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اس کو سات مرتبہ دھولو، چھ مرتبہ پانی سے، اور ایک مرتبہ مٹی سے یہ حدیث دیکھ کر مجھ کو خیال آیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان پیغمبر کی شان میں فضول گوئی نہیں ہوسکتی، ضرور اس میں کوئی مفید راز ہے اور میں نے مٹی کے عنصروں کی کیمیائی تحلیل کرکے ہر ایک عنصر کا داء الکلب میں الگ استعمال شروع کیا آخر میں نوشادر کے تجربہ کی نوبت آتے ہی مجھ پر منکشف ہوگیا کہ اس مرض کا یہی علاج ہے۔“ (المصالح العقلیہ، ص:۳۰۲، منقول از اخبار مدینہ بجنور، ۹؍مارچ ۱۹۱۷ء)

ان مثالوں سے واضح ہے کہ حضرت تھانویؒ نے احکام اسلام کے مصالح عقلیہ بیان کرنے میں کچھ مضامین غیر مسلموں سے بھی لئے ہیں۔ ڈاکٹر موریس فرانسیسی، مسٹر آرنلڈ وہائٹ، مسٹر ایڈورڈ براؤن کی تحریرات کے ساتھ ساتھ آپ نے گورو بابا نانک سے بھی کچھ باتیں نقل کیں۔ یہ کوئی دینی سند یا قرآن وحدیث کی تفسیر نہیں جو غیر مسلموں سے نقل کی جارہی ہے۔ مباحث عقلیہ میں غیر مسلموں سے کوئی بات لے لینا ہرگز کسی پہلو سے ممنوع نہیں، کوئی پڑھا لکھا شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے اس جرمن مقالہ نویس یا ڈاکٹر کورخ سے یا ان دونوں غیر مسلم مضمون نگاروں سے روحانی معارف حاصل کئے ہیں۔ اب آپ نے اگر ان غیر مسلموں میں مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی کچھ باتیں مباحث عقلیہ میں لے لیں تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکل آیا جو ایمن زئی صاحب ان الفاظ میں نکال رہے ہیں:

”راقم تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اگر علامہ تھانوی جیسے عالم بے بدل اور لاکھوں مسلمانوں کے روحانی پیشوا نے روحانی علم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے چشمہ علم و معرفت سے حاصل کیا تو پھر اس زمانے میں عالم دین اور روحانیت کا سرچشمہ تو مرزا صاحب ہوئے۔“

(کمال اشرفیہ، ص:۴۸)

محترم! اگر آپ اپنی اس عبارت کا یہ آخری جزو یوں لکھتے تو آپ کی دیانت داری کسی درجہ میں لائق تسلیم ہوتی اور پھر ہم اس کا کچھ جواب پھر عرض کرتے:

”مسلمانوں کے روحانی پیشوا نے روحانی علم جرمنی کے غیر مسلم مستشرق، جرمنی کے ڈاکٹر کورخ، بابا نانک اور مرزا غلام احمد قادیانی کے چشمہ علم ومعرفت سے حاصل کیا ہے۔“

ایمن زئی صاحب کا اس مقام پر صرف مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر کرنا، ان کے رازدروں کا پتہ دے رہا ہے، اوپر کی عبارت میں خط کشیدہ الفاظ اگر ہم نے اس لئے لکھا ہے کہ واقعتاً حضرت تھانویؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے کوئی بات بھی نہیں لی اور محض الفاظ اور عبارات کے ملنے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ مضامین واقعی غلام احمد کی کتابوں ہی سے لئے ہیں، علمی اور منطقی پہلو سے کسی طرح صحیح نہیں، آئندہ ہم اس پر تفصیل سے بات کریں گے۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ کی اس کتاب کا موضوع سرے سے روحانی معارف نہیں۔ یہ سب مباحث عقلیہ ہیں جو

اس کتاب میں پائے جاتے ہیں اوران میں غیر مسلم کی بات لے لینی کسی پہلو سے بھی محل کلام نہیں۔ مولانا تھانویؒ کی اس کتاب میں احکام اسلام کی ہزاروں عقلی مصلحتیں مذکور ہیں، ان میں سے جو باتیں مرزا غلام احمد کے ساتھ مشترک ہیں وہ مولانا تھانویؒ کی بیان کردہ کل مصالح عقلیہ کا ۱۰۰/۱ حصہ بھی نہیں، جس کا دل چاہے گن کر دیکھ لے اور موازنہ کرلے اور پھر اس پر قادیانیوں کے اس دعوے کو بھی منطبق کرے کہ یہ سب روحانی معارف مرزا غلام احمد سے ہی ماخوذ ہیں۔ ہم بطور اصول تسلیم کرتے ہیں کہ مصالح عقلیہ کے اخذ کرنے میں ماخوذ منہ کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے، حکمت کی بات مومن کی اپنی متاع گمشدہ ہے، جہاں سے اسے ملے وہ اسی کی ہے۔

ایمن زئی کی عقیدت حضرت تھانویؒ سے صرف لفظی ہے:

جناب عبداللہ ایمن زئی گو اپنے آپ کو قادیانی نہیں کہہ رہے، لیکن ان کی سطر سطر راز دروں پر پردہ کا پتہ دے رہی ہے۔ حضرت تھانویؒ کی عقیدت میں بھی وہ رطب اللسان ہیں، لیکن ان کی ایک بات پر بھی وہ پورا یقین کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مولانا تھانوی کی وہ کون سی بات ہے جسے ایمن زئی صاحب تسلیم نہیں کر رہے۔ وہ حضرت تھانویؒ کا یہ بیان ہے کہ انہوں نے یہ مضمون ایک کتاب سے لئے ہیں۔

"احقر نے غایت بے تعصبی سے اس میں بہت سے مضامین کتاب مذکورہ بالا سے جو کہ موصوف بصحت تھے لے لئے ہیں۔"

(احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص:۱۹)

ایمن زئی صاحب نے کمالات اشرفیہ کے ص:۱۷، ص:۱۶، ص:۲۰، ص:۲۷، ص:۳۳ پر جو لکھا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ نے مرزا صاحب کی پانچ کتابوں سے اقتباسات لئے ہیں۔ مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک کتاب سے (اور وہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نہیں) یہ مضامین لئے ہیں۔ اب آپ ہی بتائیں کہ جو شخص حضرت تھانویؒ کی بات کا اعتبار نہیں کرتا وہ کہاں تک ان کا معتقد ہوسکتا ہے؟ سو ایمن زئی صاحب کی حضرت تھانویؒ سے عقیدت محض ایک لفظی کھیل ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

(جاری ہے)

اشعارِ ختمِ نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

آنکھ میں تیری مستتر شانِ جلال عزّوجل
رخ پہ ترے ضیا فگن نورِ جمال لم یزل
فرق پہ تیرے جلوہ ریز افسرِ خاتمِ رُسل
قلب میں تیرے موجزن بحرِ فضیلتِ عمل

(لالہ مرچند، ہندو)

کچھ شبہ کر نہ ختمِ نبوت میں بھول کر
وہ آخری نبیؐ ہیں صداقت قبول کر
ہوگا نہ میرے بعد کوئی دوسرا نبی
غافل نہ بن، یقین حدیثِ رسول کر

(انور ظہوریؒ)

ابن مریم کی بشارت آپؐ ہیں
ختم ہے جس پر نبوت آپؐ ہیں
مظہرِ نورِ حقیقت آپؐ ہیں
شمعِ بزمِ ہدایت آپؐ ہیں

(بیدل فاروقیؒ)

یونس موتی آل سلیماں
یوسف مصری پیر کنعاں
لوط و شعیب و صالح و سلماں
عیسیٰ مریم موسیٰ عمراں
آپؐ ہوئے ان سب کے خاتم ﷺ

(تحسین فراقی)

دعائے خلیل اور نوید مسیحا
وہ ہیں خاتم الانبیاء اللہ اللہ
کیا زیب سرتاج ختم نبوت
یہ رتبہ خدا نے کیا اللہ اللہ

(محمد احسان رانا)

موت اور نیند

موت اور نیند سے متعلق آیت کے بارے میں ڈاکٹر آرتھر کے تاثرات

ڈاکٹر آرتھر ایلیسن کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا ایک علمی اور تحقیقی کام جاری تھا۔ معاً قرآن حکیم کی ایک آیت جب ان کے مطالعہ میں آئی تو ان کے حیرت کی انتہا نہ رہی' اس آیت کو پانے کے بعد وہ کہنے لگے کہ جس موضوع پر میں سالہا سال سے عرق ریزی کر رہا ہوں' قرآن نے اس سے متعلق حقیقتیں اپنے حسین اور دلکش پیرائے میں بہت عرصہ قبل بیان کر دی ہیں۔ وہ اپنی اس دریافت کے بعد قرآن مجید کی حقانیت اور علمیت سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے قاہرہ (مصر) میں سائنسی موضوع پر ہونے والی ایک کانفرنس میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا' اب ان کا اسلامی نام ڈاکٹر عبداللہ ہے۔ وہ ایک برطانوی یونیورسٹی میں شعبۂ الیکٹرونکس کے صدر بھی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے بیان کے مطابق قرآن کی یہ آیت جو موت اور نیند سے متعلق ہے' میری تمام تر تحقیقات کا زندہ جاوید ثبوت ہے' یہی آیت دراصل مجھے اسلام کی آغوش میں لے آئی اور اب میں الحمدللہ! مسلمان ہوں اور میرا نام عبداللہ ہے۔ سچ ہے:

حفاظت جس سفینہ کی انہیں منظور ہوتی ہے
کنارے تک اسے خود لا کے طوفاں چھوڑ جاتے ہیں

موت اور نیند' قرآن کی ایک آیت تحقیق کا سرچشمہ:

ڈاکٹر عبداللہ (سابق ڈاکٹر آرتھر ایلیسن) نے موت اور نیند سے متعلق قرآن حکیم کی جس آیت کا حوالہ دیا ہے وہ سورۂ زمر کی بیالیسویں آیت ہے' جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اللہ جانوں کو قبض کرتا ہے' ان کی موت کے وقت اور ان (جانوں) کو بھی جن کی موت نہیں آئی ہے ان کے سونے کے وقت' پھر وہ ان (جانوں) کو تو روک لیتا ہے' جن پر موت کا فیصلہ نافذ کر چکا ہے اور باقی (جانوں) کو ایک وقت مقرر کے لئے واپس بھیج دیتا ہے' بے شک اس (سارے تصرفات) میں نشانیاں ہیں' ان لوگوں کے لئے جو سوچتے رہتے ہیں۔''

(سورۂ زمر)

قرآن مجید کی اس آیت پر مزید تشریح اور تحقیق کی خاطر ڈاکٹر عبداللہ نے ڈاکٹر المشدنی کے ساتھ مل کر کام کیا اور سائنسی تجربات سے یہ بات ثابت کر دی کہ موت اور نیند ایک ہی عمل ہے' انہوں نے اپنی اس تحقیق کو ان الفاظ میں پیش کیا:

''ہم سائنسی تجربات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جب کوئی شخص سو جاتا ہے تو کوئی چیز اس کے جسم سے نکل جاتی ہے اور جب واپس آجاتی ہے تو وہ بیدار ہو جاتا ہے اور جب وہ نہیں آتی تو موت واقع ہو جاتی ہے' یہ وہی نکات ہیں جو قرآن نے صراحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بعض مفسرین نے جو معلومات فراہم کی ہیں' ان کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''ہر انسان کے دو نفس ہوتے ہیں' ایک تو نفس حیاتی جو موت کے وقت اس سے سلب ہو جاتا ہے کہ اس کے جانے سے جان چلی جاتی ہے اور دوسرا نفس ادراک جو نیند کے وقت اس سے جدا ہو جاتا ہے اور نیند کے بعد واپس آجاتا ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اصل روح تو نیند کے وقت بھی جسم سے نکل جاتی ہے' لیکن اس کا تعلق جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے (جیسے آفتاب کا شعاعی تعلق کروڑوں میل دور ہونے کے باوجود زمین سے قائم رہتا ہے) اور سوتا ہو انسان (اسی جزئی تعلق کی بنا پر) خواب دیکھتا رہتا ہے' پھر جب بیداری کا وقت آتا ہے تو یہ روح چشم زدن (آنکھ جھپکنے) سے بھی کم میں جسم میں واپس آجاتی ہے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن آدم میں نفس بھی ہوتا ہے اور روح بھی اور دونوں کا شعاعی تعلق مثل شعاع آفتاب کے ہوتا ہے' پس نفس تو وہ ہے جو ادراک و شعور کا مبداء ہے اور روح وہ ہے جس سے تنفس و حرکت قائم ہے اور انسان جب سوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو قبض کر لیتا ہے نہ کہ اس کی روح کو۔''

(تفسیر ماجدی بحوالہ مدارک)

مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

"قبض روح کے معنی اس کا تعلق بدن انسانی سے قطع کر دینے کے ہیں' کبھی یہ ظاہراً و باطناً بالکل منقطع کر دیا جاتا ہے' اسی کا نام موت ہے' کبھی صرف ظاہری منقطع کیا جاتا ہے' باطناً باقی رہتا ہے' جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ صرف حس اور حرکت ارادیہ جو ظاہری علامت زندگی ہے وہ منقطع کر دی جاتی ہے اور باطناً تعلق روح کا جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے جس سے وہ سانس لیتا ہے اور زندہ رہتا ہے اور صورت اس کی یہ ہوتی ہے کہ روح انسانی کو عالم مثال کے مطالعہ کی طرف متوجہ کر کے اس عالم سے غافل اور معطل کر دیا جاتا ہے تاکہ انسان مکمل آرام پا سکے' اور کبھی یہ باطنی تعلق بھی منقطع کر دیا جاتا ہے' جس کی وجہ سے جسم کی حیات بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

مفتی صاحبؒ نے حضرت علیؓ کے حوالہ سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سونے کے وقت انسان کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے مگر اسے شعاع روح کی بدن میں رہتی ہے' جس سے وہ زندہ رہتا ہے اور اسی رابطہ شعاعی سے وہ خواب دیکھتا ہے پھر یہ خواب اگر روح کے عالم مثال کی طرف متوجہ رہنے کی حالت میں دیکھا گیا تو وہ سچا خواب ہوتا ہے' اور اگر اس طرف سے بدن کی طرف واپسی کی حالت میں دیکھا تو اس میں شیطانی تصرفات ہو جاتے ہیں وہ رویائے صادقہ (سچا خواب) نہیں رہتا۔" (معارف القرآن)

پروفیسر سید مودودی مرحوم لکھتے ہیں کہ نیند کی حالت میں روح قبض کرنے سے مراد احساس وشعور فہم وادراک اور اختیار وارادہ کی قوتوں کو معطل کر دینا ہے۔ یہ ایک ایسی حالت ہے جس پر اردو زبان کی یہ کہاوت فی الواقع راست آتی ہے کہ "سویا اور مُوا برابر" (اسی لئے نیند کو موت کی بہن کہا جاتا ہے) سورۂ زمر کی مذکورہ آیت سے اللہ تعالیٰ ہر انسان کو یہ احساس دلانا چاہتا ہے کہ موت اور زیست کس طرح اس کے دست قدرت میں ہے۔

کوئی شخص بھی یہ ضمانت نہیں رکھتا کہ رات کو جب وہ سوئے گا تو صبح لازماً زندہ ہی اٹھے گا۔ (جیسا کہ اکثر واقعات پیش آتے رہتے ہیں) کہ آدمی رات کو سویا اور سویا کا سویا ہی رہ گیا۔ (انگلستان کے ایک فرمانروا کے ساتھ بھی یہ حادثہ پیش آچکا ہے) کسی کو بھی معلوم نہیں کہ ایک گھڑی بھر میں اس پر کیا آفت آسکتی ہے۔

اور دوسرا لمحہ اس پر زندگی کا لمحہ ہوتا ہے یا موت کا ہر وقت سوتے میں یا جاگتے میں گھر بیٹھے یا کہیں چلتے پھرتے آدمی کے جسم کو کوئی اندرونی خرابی یا باہر سے کوئی نامعلوم آفت یکا یک وہ شکل اختیار کر سکتی ہے جو اس کے لئے پیام موت ثابت ہو' اس طرح جو انسان خدا کے ہاتھ میں بے بس ہے وہ کیسا سخت نادان ہے اگر اسی خدا سے غافل یا منحرف ہو۔ (تفہیم القرآن)

نیند: ایک معنی خیز دعا:

اس میں کوئی شک نہیں کہ موت' نیند اور خواب کی باریکیوں پر ماہرین فن نے جو دفتر کے دفتر لکھ ڈالے ہیں وہ سب حکمت خداوندی کی ہی شرحیں اور تفسیریں ہیں' اس پس منظر میں حرا سے اتر کر سوئے قوم آئے ہوئے "نسخہ کیمیا" (قرآن حکیم) ساتھ لانے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے الفاظ نگاہ میں لے آئیے جسے آپ نے سوتے وقت پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ باخبر نبی کی یہ دعا ایک انسان کو اپنی حیثیت سے کس اچھوتے طریقہ پر باخبر کرتی ہے اور بے بس وناتواں بندہ کو اپنے حکیم وکریم مولا اور آقا سے کس نرالے انداز سے التجا کراتی ہے' حقیقت ومعنویت سے لبریز اس دعا کو یاد کر کے عمل کرنے اور کرانے کی نیت سے پڑھئے:

"باسمک ربی وضعت
جنبی وبک ارفعہ ان امسکت
نفسی فارحمہا وان ارسلتہا
فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک
الصالحین."

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیرے نام سے اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاؤں گا اس اثناء میں اگر تو میری روح قبض کرلے تو اس پر رحم کرنا اور اگر واپس کرتا تو اس کی اس سے حفاظت کرنا جس سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

سائنس دانوں سے اپیل

ڈاکٹر عبداللہ نے سورۂ زمر کی زیر تذکرہ آیت پر تاثرات کا اظہار کرنے کے بعد اپنے پُر جوش پیغام میں مغربی سائنس دانوں پر زور دیا ہے کہ وہ اسلام کی عالمگیری صداقتوں پر ایمان لے آئیں' جو عقل وفکر' استدلال اور ذہانت کا سبق دینے کی ساتھ ساتھ جذبات کی تسکین اور روحانی تشنگی کو دور کرنے کا ایک ذریعہ بھی فراہم کرتا ہے' انہوں نے مزید کہا کہ قرآن سائنس کو رد نہیں کرتا بلکہ اس کی تائید وتوثیق کرتا ہے اور یہ کہ کہیں گا ہے بگا ہے ایسا شائبہ نظر بھی آجائے تو وہ سائنس کے ناقص ہونے کی دلیل ہے اور اس مخصوص شعبہ میں کام کرنے کی ضرورت ہے مگر قرآن کی آفاقی عظمت اور بزرگی بہرحال مسلم ہے۔

☆☆.........☆☆

ختم نبوت... عقل کی روشنی میں!

مرسلہ: مولانا محمد شفیق علوی (۴) مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی

خاتم النبیین کے بعد کسی دوسری نبوت کی ضرورت نہیں۔

ابر رحمت اس وقت برستا ہے جب زمین کے لب خشک صدائے العطش بلند کرتے ہیں۔ باد بہاری چمن کے لئے حیات تازہ کا پیام اس وقت تک لاتی ہے جب وہ بیداد خزاں سے عاجز آکر سراپا فریاد واغیاث بن جاتا ہے۔ مہر عالم افروز اپنا رخ انور اس وقت بے نقاب کرتا ہے جب کہ تیرگی شب حد سے گذر جاتی ہے اور ردائے ظلمت میں دنیا کا دم گھٹنے لگتا ہے۔ دنیا کے حوادث وتغیرات پر غور کرو۔ تم دیکھو گے کہ ان میں سے کوئی بھی بغیر احتیاج وضرورت کے وجود میں نہیں آتا تو کیا عقل سلیم یہ باور کرسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی ورسول اس خاکدان عالم میں اس وقت آیا ہوگا یا آسکتا ہے۔ جب یہاں اس کی کوئی احتیاج وضرورت نہ ہو؟

مقام نبوت، انسانیت کی آخری معراج اور ارتقاء انسانی کی اعلیٰ ترین منزل ہے۔ اس اعلیٰ منزلت کی شخصیت ایسے وقت اور ایسے ظروف واحوال میں بھیجی جائے جب کہ اس کی کوئی احتیاج وضرورت نہ ہو۔ یہ بات بالکل عقل وفہم کے خلاف ہے۔

کیا خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو تاج نبوت سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔ یا قیامت تک اس کا امکان ہے کہ کسی کو یہ خلعت اکرام عطاء فرمایا جائے؟ یہ دونوں مسئلے سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتے۔ جب تک یہ ثابت نہ کردیا جائے کہ سید المرسلین کے تشریف لانے کے بعد دنیا کے لئے کسی نبی کا احتیاج وضرورت باقی رہ جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس کا بار ثبوت منکرین ختم نبوت پر ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں اس باب میں ہم نے یہ اسلوب نہیں اختیار کیا ہے۔ بنابریں ہم ان اسباب کو بیان کرتے ہیں۔ جن کا وجود یقینی طور پر کسی نبی کی آمد وبعثت کی ضرورت کو معدوم کر دیتا ہے۔ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہدایت خلق اللہ کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کی تشریف آوری کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ وہ بندوں کا تعلق ان کے معبود حقیقی کے ساتھ قائم ومستحکم کریں۔

انبیاء علیہم السلام اس عظیم مقصد کو تین طریقوں سے حاصل کرتے ہیں:

☆...... کتاب الٰہی کی تعلیم وتشریح سے۔

☆...... خود اپنے افعال واعمال سے۔

☆...... اپنی شخصیت عظیمہ سے۔

انبیاء علیہم السلام کتاب الٰہی کا مفہوم اور اس کے مقاصد واضح فرماتے ہیں۔ اس کے کلیات کو جزئیات پر منطبق فرماکر اور جزئیات سے کلیات اخذ فرماکر نیز استنباط واجتہاد روشن فرماتے ہیں۔ اپنے اقوال وافعال سے کتاب الٰہی کے احکام کی عملی شکل متعین فرماتے ہیں۔ مجموعی طور پر کتاب الٰہی جس طرز زندگی کا مطالبہ کرتی ہے۔ اس کا عملی نمونہ پیش فرماتے ہیں۔ انہیں اقوال واعمال کے مجموعہ کا نام سنت ہے۔

ان کی شخصیت وذات کا اصل فائدہ ان لوگوں کو پہنچتا ہے جو نبی کی شاگردی کا شرف براہ راست حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح انبیاء ایک ایسا گروہ تیار کردیتے ہیں جو ان کے علوم ومعارف کا حامل ہوکر آئندہ نسلوں تک انہیں منتقل کر سکے۔ ایک ایسی جماعت تیار کرنے کے بعد انبیاء کا کام ختم ہوجاتا ہے اور وہ اس امانت الٰہیہ کو اپنے صحابہ کے سپرد کر کے بحکم الٰہی اس عالم دنیا سے سفر کر جاتے ہیں۔ تاریخ پر نظر ڈالو۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے متعلق حق تعالیٰ کا یہی طرز عمل پاؤ گے اور معاند سے معاند بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی زمانہ کے بکثرت بلکہ اکثر ایسے حصے ملتے ہیں جو نبی کی شخصیت سے بالکل خالی رہے اور ان میں ہدایت عالم کا ذریعہ صرف کتاب وسنت رہی۔ کتاب وسنت کی موجودگی ناکافی ہوتی اور شخصیت نبی کا موجود ہونا ہر زمانہ میں ناگزیر ہوتا تو یقیناً کوئی زمانہ بھی ایسی شخصیت سے خالی نہ ہوتا۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھئے کہ کیا نبی کے زمانہ حیات میں بھی ہر شخص ان کی شخصیت عظیمہ سے براہ راست استفادہ کرتا ہے یا کرسکتا ہے؟ کیا بنو اسرائیل کے لاکھوں افراد میں ہر فرد حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کا حاشیہ نشین اور ان کے نفوس قدسیہ سے براہ راست مستفید ہوا تھا؟ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ میں اسلام پورے عرب پر چھا گیا تھا۔ اس کی سرعت رفتار کا اندازہ حق تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوسکتا ہے: ''ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا''

(النصر:۲) ﴿اور آپ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں۔﴾ مسافت کے لحاظ سے اسلام کی رفتار دو سو میل یومیہ سے زائد تھی۔ مگر کیا عرب کا ہر مسلم باشندہ شرف صحابیت حاصل کر سکا تھا؟ یا معلم اعظم کے سامنے بلاواسطہ زانوئے تلمذ تہ کر سکا تھا؟ سچ تو یہ ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں۔ اگر کتاب وسنت کا وجود ہدایت کے لئے کافی نہ ہوتا بلکہ نبی کی شخصیت سے براہ راست وابستگی لازم ہوتی تو دور افتادہ لوگوں نیز مابعد کی نسلوں کا اسلام ہی صحیح نہ ہوتا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو یہ لازم تھا کہ ہادی حقیقی کی طرف سے اس قسم کا کوئی انتظام ہوتا کہ کم از کم نبی کے دور حیات میں ہر شخص ان کی شخصیت عظیمہ سے براہ راست مستفید ہو سکتا۔

ان بدیہی دلائل سے صراحتاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کتاب وسنت موجود ومحفوظ ہو تو ہدایت اور قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے نبی کی شخصیت کی کوئی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ صراط مستقیم کو معلوم کرنے کے لئے یہ دو ذریعے کتاب وسنت تو مستقل ہیں اور تیسرا ذریعہ یعنی نبی کی شخصیت غیر مستقل، بالفاظ دیگر مختصر، رشد وہدایت کے لئے تعلیمات نبوی ناگزیر اور کافی ہیں۔ جب تک یہ موجود ہوں اس وقت تک ان سے ہر زمانہ میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ خواہ خود نبی موجود ہوں یا نہ ہوں۔ یہ ایسا واقعہ ہے کہ جس کا ثبوت مشاہدہ ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی دیکھئے کہ ذات نبوی سے وابستگی بھی اس وقت تک مفید نہیں ہو سکتی جب تک تعلیم نبوی پر عمل نہ کیا جائے۔ اگر کوئی شخص کسی نبی کو دیکھنے پر بھی ایمان نہ لائے اور اس کی دعوت وتعلیم کو رد کر دے تو کیا نبی کی خدمت میں حاضری اور ان کی زیارت اسے ذرہ برابر بھی فائدہ پہنچا سکتی ہے؟ بخلاف اس کے جو شخص احکام نبوی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو خواہ نبی کی زیارت سے مشرف ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ یقیناً ہدایت یافتہ اور فائز المرام ہے۔

الحاصل جس پہلو سے بھی غور کیجئے یہ حقیقت روز روشن سے بھی زیادہ روشن ہو جاتی ہے کہ ہدایت ورشد کا پائدار ومستقل ذریعہ کتاب وسنت یا بالفاظ دیگر نبی کی تعلیم ہوتی ہے۔ خود نبی کی موجودگی کی ضرورت اس وقت تک رہتی ہے جب تک ایک جماعت ایسی نہ پیدا ہو جائے جو اسی کے علم وطریق کو عملاً وعلماً محفوظ کر لے اور اسے دوسروں تک منتقل کرنے کا کام کر سکے۔ ایسی جماعت تیار کرنے کے بعد نبی کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام عموماً اس کام کی تکمیل کے بعد دنیا سے اٹھا لئے گئے۔

یہاں بحث یہ ہے کہ خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اوپر کی سطروں میں ہم نے ایک عام اصول بیان کیا ہے۔ اسے اس خاص اور جزئی مسئلہ پر منطبق کیجئے۔ آفتاب نصف النہار کی طرح یہ بات واضح ہو جائے گی کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی نبی کی بعثت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیئس سال تک اپنے وجود مسعود اور انفاس قدسیہ سے اس عالم تیرہ وتار کو منور فرماتے رہے۔ اس کے بعد اس عالم دنیا سے عالم آخرت میں اپنے رب کریم کے حضور میں تشریف لے گئے۔ اپنے ترکہ میں تین چیزیں آپ نے چھوڑیں۔ اللہ کی نورانی کتاب یعنی قرآن کریم، اپنی سنت سنیہ یعنی اپنے اقوال وافعال وتقریرات، تیسری چیز جماعت صحابہؓ یعنی ایک لاکھ سے زائد ایسی منور، ربانی اور پاکیزہ شخصیتیں جو براہ راست معلم اعظم سے مستفید ہوئیں اور ان کے علوم عالیہ کی حامل ومحافظ اور ان کا عملی نمونہ تھیں۔ یہی نہیں بلکہ اس امانت نبویہ کو دوسروں تک پہنچانے کی حریص تھیں۔ قرآن کریم سینوں اور سفینوں میں اس طرح محفوظ رہا کہ اس کا ایک ایک حرف ایک ایک شوشہ آج تک محفوظ ہے اور اس کی حفاظت کے جو اسباب حق تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں اور جو طریقے مقرر فرما دیئے ہیں۔ انہیں دیکھ کر ہر شخص یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اللہ کا یہ کلام تا قیام قیامت محفوظ اور ہر قسم کی تحریف سے پاک رہے گا۔ اس کی حفاظت ایسی ہوگی کہ معاند سے معاند غیر مسلم بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ قرآن مجید ہر قسم کی تحریف سے پاک رہے گا۔ قرآن مجید ہر قسم کی تحریف سے مبرا ہے نہ اس میں کمی ہوئی ہے نہ زیادتی۔ نہ اس کے الفاظ یا آیتوں کی ترتیب میں کوئی فرق پڑا۔ اس کا ایک ایک حرف وہی ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وفات امت کے سپرد فرمایا تھا۔ قرآن مجید کا ایک ایک حرف متواتر ہے۔ سنت کو اگرچہ یہ بات حاصل نہیں مگر مجموعی طور پر سنت بھی متواتر ہے۔ اگرچہ اس کے سب اجزاء متواتر نہیں۔ تاہم یہ یقینی ہے کہ سنت نبوی بھی محفوظ ہے اور تعامل کی قوت اور دیگر اسباب نے اسے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔

کتاب وسنت کی موجودگی کی صورت میں کسی نبی کی بعثت کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ رشد وہدایت کے یہ دو سرچشمے موجود ہیں اور سارے عالم اسلام کو سیراب کرنے کے لئے بالکل کافی ووافی ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ کسی نبی کی بعثت کی بھی ضرورت ہے۔ ایک سفیہانہ بات ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ دین قیامت تک باقی رہے گا۔ ظاہری اسباب بھی یہی بتا رہے ہیں کہ اسلام دائمی اور ابدی دین ہے اور کتاب وسنت ہدایت کے ایسے سرچشمے ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتے۔ آب حیات کے ان لافانی اور ابدی چشموں کے ہوتے

ہوئے کسی نبی کے وجود کی پیاس جھوٹی پیاس ہے۔ جو دل ودماغ کی بیماری اور عقل وفہم کی خطرناک علالت کی علامت ہے۔ اگر ہم کسی نئے نبی کی بعثت فرض کریں تو فطرتاً یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس کا کیا کام ہوگا؟ وہ شریعت محمدیہ علیہ الف الف تحیہ کو منسوخ کر کے کسی نئی شریعت کی تعلیم دے گا؟ یا اسی شریعت کا اجراء کرے گا؟ کسی نئی کتاب اور نئی سنت سے قرآن مجید اور سنت محمدیہ کو منسوخ کرے گا یا اسی کتاب اور اسی سنت کی تشریح وتفصیل کرے گا؟ اگر پہلی صورت فرض کی جائے تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت کیا ہے؟ قرآن وسنت سراپا ہدایت ہیں۔ ان میں کیا کمی ہے جس کی تکمیل کسی نئی کتاب اور نئے نبی کے ذریعہ سے کی جائے۔

جو شخص (شیعہ، تحریف قرآن کے قائل ہیں اور اسے ناقص سمجھتے ہیں۔ اہل سنت کے ذخیرہ احادیث کو صحیح نہیں تسلیم کرتے۔ لیکن اول تو ان کا دعویٰ اسلام قابل تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے ان کے کسی قول وفعل کی ذمہ داری ہمارے اوپر عائد نہیں ہوتی۔ دوسرے وہ بھی اپنے عقیدہ تحریف ونقص قرآن کو چھپاتے ہیں اور برملا اس کے اظہار کی جرأت نہیں کرتے) بھی اسلام کا مدعی ہے ہرگز یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ قرآن وحدیث ہدایت کے لئے ناکافی ہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کے لئے بھی یہ بات کہنا مشکل ہے جو شخص ایسا کہتا ہے اس کے ذمہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث کو ہدایت کے لئے ناکافی یا ناقص ثابت کرے۔ کوئی مشکل سے مشکل مسئلہ جس کا تعلق دین کے ساتھ ہو قرآن مجید اور حدیث نبوی کے سامنے پیش کرو۔ تم دیکھو گے کہ وہ مشکل کیسی آسان ہو جاتی ہے اور مسئلہ کا کیا عمدہ واعلیٰ حل نکل آتا ہے۔ البتہ فہم سلیم اور علم صحیح کی احتیاج ہے۔

دوسری شق اختیار کرنے پر بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی تشریح وتفصیل کے لئے کسی نبی ہی کے آنے کی کیا حاجت ہے؟ اگر امتی اس بیان وتشریح سے عاجز وقاصر ہیں تو ہر زمانہ میں کسی نہ کسی نبی کا وجود لازم ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے جس کی غلطی مشاہدے سے ثابت ہے۔

علاوہ بریں نبی کی موجودگی کی صورت میں عادۃً بھی یہ ناممکن ومحال ہے کہ وہ ہر شخص کے سامنے پیش آنے والے ہر جزئی مسئلہ کے متعلق قرآن وحدیث کا بیان اور اس کی تشریح پیش کرے۔ ذرائع خبر رسانی کی اتنی ترقی کے باوجود ایک شخص کے لئے یہ ناممکن ہے کہ کروڑوں سوالات کا جواب روزانہ دیتا رہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں بہت سے مسائل وجزئیات کے متعلق مسلمانوں کو اجتہاد کرنا پڑا۔ اگرچہ اس قسم کے مسائل کی تعداد قلیل ہے۔ مگر پھر بھی خاصی ہے جن میں صحابہ کرامؓ نے خود اجتہاد کیا اور نصوص کا بیان اپنی فہم سے کیا ہے۔ یہ صرف صحابہ کرامؓ کا فعل ہی نہیں بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کار کی تعلیم دی ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نص صریح کی عدم موجودگی کی صورت میں انہیں اجتہاد واستنباط کی ہدایت فرمائی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہر جزئی مسئلہ کی تشریح کے لئے نبی کی احتیاج نہیں۔ بلکہ نبی کے بیان کی احتیاج ایک خاص دائرہ تک محدود ہے۔ اس دائرے کی وسعت کے متعلق عقل خالص پہلے سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ مگر نبی کے تشریف لے جانے کے بعد وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس کے حدود ختم ہو چکے ہیں اور اس کے بعد کسی دوسرے نبی کا اس مقصد سے آنا بالکل بے ضرورت ہے اور جب تک کسی دلیل شرعی قطعی ویقینی سے کسی نبی کی ضرورت واحتیاج نہ ثابت ہو جائے۔ اس وقت تک وہ اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ اگر امت بعض مسائل کے متعلق قرآن وحدیث کی تشریح خود کر سکتی ہے۔ تو کل غیر منصوص مسائل میں ایسا کرنے سے کون مانع ہے؟ اور اس کی اس استطاعت کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

اس برہان روشن سے بھی عقیدہ ختم نبوت واضح اور روشن ہو جاتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کی بعثت کی کوئی ضرورت واحتیاج نہیں ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث کی رہنمائی قیام قیامت تک کافی ووافی ہے۔ (جاری ہے)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور عملی نمونہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام اسلام کے پہلے داعی تھے، اس لئے ان کا وجود یکسر پیکر اسلام تھا اور اپنے عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتے تھے، وہ اسلام کے واعظ تھے اور واعظ کے لئے اولین شے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کر دے اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کر دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا، اس لئے کہ ان کا ہر عمل صدائے اسلام تھا اور وہی پیروان اسلام کے لئے عملی نمونہ یا ''اسوۂ حسنہ'' ہو سکتا تھا اور یہی سبب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیئے اور ان کے ذکر کو بقائے دوام عطا فرمایا۔

(مولانا ابوالکلام آزادؒ)

کھانسی
نزلہ
زکام
صُدوری اور سُعالین فوری آرام!
FOR COUGH & COLD
Suduri
صدوری
ہمدرد

پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور قادیانی سازشیں!

عبدالعزیز انجم

شیخ سعدیؒ نے کہا تھا کہ وہ دشمن جو بظاہر دوست ہو، اس کے دانتوں کا زخم بہت گہرا ہوتا ہے، یہ مقولہ قادیانیوں پر بالکل صادق آتا ہے جن کی سازشوں سے وطن عزیز کو ہر نازک موڑ پر بچھو کے ڈنگ کی طرح ڈسا گیا جس سے آج بھی پاکستان کا انگ انگ زخمی ہے۔ قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں لیکن پھر بھی اپنے اصل موضوع کی طرف جانے سے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ تاریخ اور حقائق کی روشنی میں قادیانیت کا چہرہ واضح کرتا جاؤں۔ مختصراً یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ قادیانیت محسن کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا نام ہے۔ ہندوستان میں بٹالہ کے قریب واقع قادیان اور پاکستان میں چناب نگر (ربوہ) کے بعد ان کا سب سے منظم مرکز اسرائیل کے شہر حیفا میں ہے۔ قارئین کو یہ جان کر بہت حیرت ہوگی کہ اسرائیل میں کسی مذہبی مشن کو کام کرنے کی اجازت نہیں لیکن قادیانیوں کو کھلی چھٹی ہے، یہاں نہ صرف ان کا مذہبی مشن مکمل سرکاری سرپرستی میں کام کر رہا ہے بلکہ سینکڑوں قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہیں اور فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کرنے میں مصروف ہیں۔

مفکر پاکستان نے بہت ہی پہلے قادیانیت کے روپ میں سامراج کے خود کاشتہ پودے کو پہچان لیا تھا اور قادیانیوں کو قادیانیت اور یہودیت کا چربہ قرار دیا تھا یہی نہیں بلکہ وہ انہیں اسلام اور ملک کا غدار سمجھتے تھے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے 1936 میں پنجاب مسلم لیگ کی کونسل میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی تجویز پاس کرائی اور مسلم لیگی امیدواروں سے حلفیہ تحریر لکھوائی تھی کہ وہ کامیاب ہو کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے لئے آئینی اداروں میں مہم چلائیں گے۔ اسی طرح بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ سے 1948ء میں کشمیر سے واپسی پر سوال کیا گیا کہ قادیانیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو انہوں نے فرمایا میری رائے وہی ہے جو علمائے کرام اور پوری امت کی رائے ہے اس سے ظاہر ہے وہ قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے تھے۔ اپریل 1974ء میں رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس میں 140 تنظیموں اور ملکوں کے نمائندوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ پاکستان کی تاریخ میں 7 ستمبر 1974ء کا دن ہمیشہ سنہرے الفاظ میں لکھا جائے گا جب قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا۔

قادیانیوں نے تشکیل پاکستان کی سخت مخالفت کی اور اکھنڈ بھارت کا نعرہ لگایا۔ قادیانیوں کی سازش کی وجہ سے ہی پاکستان کو گورداسپور اور پٹھان کوٹ جیسے اہم دفاعی علاقوں سے ہاتھ دھونا پڑا جس سے بھارت کو کشمیر پر قبضے کے لئے راستہ مل گیا۔ فطرت سے مجبور قادیانیوں نے کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جس سے وہ وطن عزیز پاکستان کو نقصان پہنچا سکتے ہوں ہفت روزہ تکبیر مارچ 1986 کے مطابق مشہور سراغرساں جیمز سالمن ونسنٹ نے انکشاف کیا کہ شہید ملت لیاقت علی خان کو قتل کرنے والا ایک جرمن جیمز کنزے اس کا نام قادیانی ہونے کے بعد عبدالشکور تھا اس کو سر ظفر اللہ نے قادیانی بنایا تھا۔

1973 میں قادیانیوں نے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی۔ 1984 میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہونے پر قادیانی جماعت کے سربراہ نے لندن میں خطاب کرتے ہوئے اس پر سخت تنقید کی اور کہا کہ ”احمدیوں کی بددعا سے عنقریب پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا“۔ ملک کے اندر سیاسی ایوانوں اور بیوروکریسی میں قادیانیوں نے اپنے اثر و رسوخ سے بہت سی سازشیں کیں طوالت کی وجہ سے یہاں ان کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ ملک کے اندر پھیلی بدامنی میں بھی ان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہود و ہنود یہی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ان کی طاقت کو ختم کیا جائے اور قادیانیت جو ان کا خود کاشتہ پودا ہے وہ یہ سب خدمات اپنے آقاؤں کے لئے سرانجام دے رہی ہے۔

پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کیخلاف قادیانیوں نے بے شمار سازشیں کیں، یہاں پر قارئین کی آگاہی کے لئے صرف ایک ہی واقعہ کافی ہوگا۔ معروف صحافی جناب زاہد ملک اپنی شہرہ آفاق کتاب ڈاکٹر عبدالقدیر اور اسلامی بم کے صفحہ 23 پر ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان دشمنی کے بارے میں حیرت انگیز انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”معزز قارئین کو اس انتہائی افسوسناک بلکہ شرمناک حقیقت سے باخبر کرنے کے لیے کہ اعلیٰ عہدوں پر متمکن بعض پاکستانی کس طرح غیر ممالک کے اشارے پر کہوٹہ (ایٹمی پلانٹ) بلکہ پاکستان کے مفاد کے خلاف کام کر رہے ہیں، میں صرف ایک اور واقعہ کا ذکر کروں گا اور اس واقعہ کے علاوہ مزید ایسے واقعات کا ذکر نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ ایسا کرنے میں کئی ایک قباحتیں ہیں۔“ لکھتے ہیں

کہ یہ واقعہ نیازاے نائیک سیکرٹری وزارت خارجہ نے مجھے ڈاکٹر عبدالقدیر کا ذاتی دوست سمجھتے ہوئے سنایا تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خاں نے انہیں یہ واقعہ ان الفاظ میں سنایا "اپنے ایک امریکی دورے کے دوران سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں، میں بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کر رہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسب معمول پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان نے اس حوالے سے اپنی پیش رفت فوراً بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لیے پاکستان کی امداد جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ایک سینئر یہودی افسر نے کہا نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا یہ تاثر غلط ہے کہ پاکستانی ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کے ایٹمی پروگرام میں دلچسپی رکھتا ہے تو سی آئی اے کے ایک افسر نے جو اسی اجلاس میں موجود تھا، کہا کہ آپ ہمارے دعوی کو نہیں جھٹلا سکتے۔ ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں بلکہ آپ کے اسلامی بم کا ماڈل بھی موجود ہے۔ یہ کہہ کر سی آئی اے کے افسر نے قدرے غصے بلکہ ناقابل برداشت بدتمیزی کے انداز میں کہا کہ آیئے میرے ساتھ بازو والے کمرے میں، میں آپ کو بتاؤں آپ کا اسلامی بم کیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ اٹھا۔ دوسرے امریکی افسر بھی اٹھ بیٹھے، میں بھی اٹھ بیٹھا۔ ہم سب اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ سی آئی اے کا یہ افسر ہمیں دوسرے کمرے میں کیوں لے کر جا رہا ہے اور وہاں جا کر یہ کیا کرنے والا ہے۔ اتنے میں ہم سب ایک ملحقہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ سی آئی اے کا افسر تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ کمرے کے آخر میں جا کر اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردہ کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک سٹینڈ پر فٹ بال نما کوئی گول سی چیز رکھی ہوئی تھی۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا یہ ہے آپ کا اسلامی بم۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو۔ کیا تم اب بھی اسلامی بم کی موجودگی سے انکار کرتے ہو؟ میں نے کہا میں فنی اور تکنیکی امور سے نابلد ہوں۔ میں یہ بتانے یا پہچان کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ فٹ بال قسم کا گولہ کیا چیز ہے اور یہ کس چیز کا ماڈل ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں کہ یہ اسلامی بم ہے تو ہو گا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا کہ آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔ آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر کی طرف نکل گیا اور ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میرا سر چکرا رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب ہم کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے، جس میں بقول سی آئی اے کے، اس کے اسلامی بم کا ماڈل پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا، اچھا! تو یہ بات ہے۔

اسرائیل کے لئے پہلا ایٹم بم بنانے والے یہودی سائنس دان یوول نیمان کے ساتھ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے گہرے یارانے تھے۔ یوول نیمان کی سفارش پر تل ابیب کے میئر نے وہاں کے نیشنل میوزیم میں ڈاکٹر عبدالسلام کا مجسمہ یادگار کے طور پر رکھوایا۔ بھارت نے بھی اپنے ایٹمی دھماکے اسی مسلم دشمن سائنسدان یوول نیمان کے مشورے سے کئے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کے پاکستان دشمن بھارتی لیڈر نہرو کے ساتھ بھی گہرے مراسم رہے یہی نہیں بلکہ وہ بھارت کے متعدد سائنسی تحقیقی اداروں کے ممبر بھی رہے اور اسی وفاداری کے صلہ میں بھارت کی بہت سی یونیورسٹیوں نے اس کو اعزازی ڈگریاں دیں۔ کیا اب بھی قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمنی میں کوئی شبہ رہ جاتا ہے۔

یہود و ہنود کی سرپرستی میں قادیانیوں کی سازشوں کی وجہ سے پاکستان کے ایٹمی اثاثے آج پھر ملک دشمن طاقتوں کی زد میں ہیں۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بھکر ڈاکٹر دین محمد فریدی کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ چناب نگر (ربوہ) کے قادیانیوں نے ایٹمی پلانٹ گروٹ ضلع خوشاب کے ساتھ موضع عیوں تحصیل نور پور میں 905 کنال 10 مرلے زمین خرید لی ہے یہ زمین 2011 میں انتقال نمبر 3420,3421 ,3422 اور 3423 کے تحت ایک کروڑ چوبیس لاکھ پچاس ہزار سات سو (1,24,50,700) روپے میں خریدی گئی۔ 18110 مرلہ یہ زمین کوڑیوں کے بھاؤ خریدی گئی ہے جس کی فی مرلہ قیمت 687.50 روپے بنتی ہے۔ ڈاکٹر دین محمد فریدی نے مزید بتایا کہ جب یہ زمین خریدی گئی اس وقت خوشاب میں تعینات ڈی پی او قادیانی تھا جسے بعد ازاں ایک اور معاملے میں معطل کر دیا گیا، لیکن قادیانی لابی کا اثر و رسوخ دیکھئے کہ اس کو سزا یا او ایس ڈی کرنے کے بجائے اس کو پولیس میں ہی ایک اہم عہدہ سونپ دیا گیا یہ ہم سب پاکستانیوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے اور حکمران طبقہ کو بھی اس طرف خصوصی توجہ دینا چاہیے۔ قادیانیوں کے اس اقدام سے تمام محب وطن پاکستانیوں میں اضطراب پایا جاتا ہے کیا یہ ارباب اختیار کی ذمہ داری نہیں کہ وہ اس معاملے کی تحقیقات کرائیں آخر اس حساس ایٹمی پلانٹ کے قریب اتنی زیادہ زمین کس مقصد کے لئے خریدی گئی کہیں ایسا تو نہیں کہ یہودیوں کے ایجنٹ یہ قادیانی ایک بار پھر اسلامی ایٹم بم کی تاریخ دہرانا چاہتے ہوں؟ متعلقہ اداروں کا قومی فریضہ بنتا ہے کہ وہ اس کی مکمل تحقیقات کر کے حقائق قوم کے سامنے لائیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے ملک کو ان سازشوں سے محفوظ رکھے اور یہ ملک دنیا کے نقشے پر ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ (آمین)

☆☆..........☆☆

سردار قیصر وسیم خان قیصرانی کا قبولِ اسلام

تقریب سعید کا آنکھوں دیکھا حال

رپورٹ: مولانا محمد اقبال، مبلغ ضلع ڈیرہ غازی خان

28 نومبر 2013ء رات 10 بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھیوں کا ایک اجلاس ہوا کہ جمعۃ المبارک کے اجتماع میں سردار قیصر وسیم خان قیصرانی اپنے مسلمان ہونے اعلان کرنا چاہتے ہیں تو راتوں رات یہ خبر پورے ضلع میں پھیل گئی۔ 29 نومبر کی صبح ہوئی مولانا قاری محمد رمضان آف ریتڑہ، قاری محمد اسلم صاحب الرٹ ہو گئے صبح کی نماز کے بعد تقریب کے لئے مشاورت شروع ہوئی اور تمام پروگراموں پر عمل ہوتا گیا ختم نبوت جماعت کے مرکزی رہنماء مولانا اللہ وسایا صاحب کو فون پر اطلاع دی گئی کہ سردار قیصر وسیم خان آج قادیانیت چھوڑ کر مسلمان ہونے کا اعلان کرنا چاہتے ہیں تو مولانا نے خوشی سے مبارک باد دی اور مولانا عبدالعزیز لاشاری کو جماعتی ہدایات جاری کیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ریتڑہ شہر میں ایک خوشی کا سماں پیدا ہو گیا جوں جوں جمعہ کا وقت قریب ہوتا گیا انتظار کی گھڑیاں ختم ہوتی گئیں۔ مولانا امان اللہ قیصرانی کوٹ قیصرانی سے ایک جماعت کا قافلہ لے کر آئے۔ ڈیرہ غازی خان سے جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا قاری جمال عبدالناصر، مولانا کامل مسعود اور شادن لنڈ کے امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قاری اللہ وسایا بھی تشریف لائے۔ ضلع ڈیرہ غازی کے امیر مولانا عبدالرحمن غفاری کی قیادت میں قاری حافظ محمد بلال اور ملک مفتی سعد کریم شریک ہوئے۔ مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کا صاحبزادہ مولانا ابوبکر تونسوی کی قیادت میں مولانا مفتی عبدالرحمن خالد ابن مولانا غلام فرید قیصرانی ٹبی قیصرانی والے اور جماعت ختم نبوت کے دیرانہ ساتھی امیر محمد بگٹی، سابق مبلغ مولانا عبداللطیف بلوچ اور مولانا غلام مصطفیٰ اشعری، مرکزی دفتر ختم نبوت ملتان سے مولانا محمد اقبال مبلغ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازی خان، جمعیت علماء اسلام کے بزرگ رہنماء مولانا عبدالغفور گروماني اور علاقہ

> مرزا قادیانی کبھی کہتا ہے کہ میں ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہوں اور کبھی کہتا ہے کہ میں خود نبی ہوں، کبھی تشریعی، غیر تشریعی، مسیح، مجدد کا دعویٰ کرتا ہے یہ سب دین اسلام نہیں ہوسکتا
>
> (قیصر وسیم خان قیصرانی)

کے معززین قافلہ در قافلہ آتے رہے۔

1 بجے دن سے ہی مرکزی جامع عیدگاہ ریتڑہ مسلمانوں سے بھر گئی۔ پہلی تقریر جناب مولانا قاری جمال عبدالناصر نے کی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس کاوش کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور سردار قیصر وسیم کو مسلمان ہونے پر مبارک باد پیش کی۔ مولانا امان اللہ آف کوٹ قیصرانی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی اور قرب قیامت کی علامات حدیث مبارکہ کے بارے میں مفصل بیان کیا۔

مولانا عبدالعزیز لاشاری نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ تمام پروگرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ہے اس جماعت کی بنیاد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی 1995ء سے آج تک اس تحصیل تونسہ شریف میں 9 خاندان قادیانی مسلمان ہو چکے ہیں ضلع ڈیرہ غازی خان کے قادیانیوں "تم اس عرصہ میں ایک مسلمان پیش کرو جس کو تم نے قادیانی بنایا ہو، الحمدللہ! دنیا بھر میں قادیانیت اپنی موت آپ مر رہی ہے۔

قیصر وسیم خان اور مولانا اللہ وسایا کی گفتگو جو 12 ستمبر 2011ء کو ہوئی تھی اس کی تفصیلات اجتماع کو بتائی اس کے بعد قیصر وسیم قیصرانی نے بھرے اجتماع میں مولانا امان اللہ قیصرانی کے حوالے سے ایک حلف نامہ پڑھ کر عوام کو سنایا جس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار اور مرزا قادیانی کو کافر کہا اور ان کے ماننے والوں کو بھی کافر کہا اور اقرار کیا کہ میرا آئندہ قادیانیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ جوں ہی یہ پورا حلف نامہ پڑھ کر اور عوام کو سنا کر فارغ ہوئے تو مولانا عبدالرحمن غفاری اور قاری محمد اسلم خطیب عیدگاہ ریتڑہ نے سردار صاحب کو سہرا پہنایا۔ سردار صاحب نے اس اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں مولانا اللہ وسایا ختم نبوت والے، مولانا امان اللہ اور مولانا عبدالعزیز لاشاری کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی جماعت نے مجھے قادیانیت کے بارہ میں سمجھایا اور رد قادیانیت پر کتابیں

دیں۔ جن سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگیا ہوں۔ نماز جمعہ کے بعد مسجد میں مسلمان ان کو مبارک باد دیتے ہوئے بغل گیر ہوگئے، سردار صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عوام نے مطالبہ کیا کہ اب سردار صاحب آپ پاک ہوگئے ہیں ہمارے لیے اجتماعی دعا کریں، آخر میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس ہوئی، جس میں تمام اخبارات کے نمائندے موجود تھے مولانا عبدالعزیز لاشاری نے سردار صاحب کا مسلمان ہونے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے خیر مقدم کیا، جمعیت علماء اسلام اور جماعت اہل سنت اور تمام دینی مذہبی جماعتوں کی طرف سے خیر مقدم کیا۔ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قیصر وسیم نے کہا کہ سب سے پہلے جب کوئی قادیانی مسلمان ہونا چاہے تو قادیانیت اور اسلام کی تحقیق کریں، سوچیں کہ حق کیا ہے اور سچ کیا ہے۔ قادیانی ایک کنواں کے مینڈک کی طرح ایک گھر اور ایک چاردیواری میں نہ رہیں، انسان باہر کی دنیا کو بھی دیکھے معاشرہ پر نظر ڈالے۔ یہ جو سامنے اتنی عوام ہے یہ سب قادیانیوں کو بُرا کیوں سمجھتے ہیں کیا یہ سب لوگ کافر اور جہنمی ہیں یا صرف ہم دس گھر مسلمان اور جنتی ہیں؟ یہی سوال میرے ذہن میں اکثر رہتا تھا۔ میں اپنے قادیانی خاندان سے اکثر جھگڑا کرتا رہتا تھا یار خدا کا خوف کرو جب نبوت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم تو پھر جاری کیسے؟ پانی کی ٹونٹی ختم ہے تو پھر جاری کیسے؟ دیکھو پانی آ ہی نہیں رہا۔ جب ٹائم تھا جاری تھی اب جاری ہونے کا ٹائم ختم۔ نہیں جی جاری ہے پانی نظر نہیں آرہا پھر بھی کوئی ضد اور ہٹ دھرمی سے کہے کہ نہیں جی جاری ہے اس آدمی کو پاگل تو کہہ سکتے ہیں عقل مند نہیں، ہم لوگ اپنی بڑی چاردیواری اور سرداری میں رہتے تھے۔ میرے دل میں یہی شکوک وشبہات تھے۔ میں اپنے شہر کے مولانا امان اللہ قیصرانی کے پاس گیا، آپ مجھے مزید سمجھائیں ورنہ مجھے آپ کسی سینئر عالم دین کے پاس بھیجیں۔ چنانچہ مولانا نے لاشاری صاحب کے ذریعہ ملتان کے مرکزی دفتر ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا کے پاس بھیجا، مولانا اللہ وسایا نے قادیانیت کے بارے میں مجھے سمجھایا اور خوب بریفنگ دی مجھے رد قادیانیت پر کتابیں دی گئیں ان کو میں نے پڑھا پہلے ہم ایک ہی رخ دیکھتے تھے جب دوسرا رخ سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کی زبان کتابوں، دعوؤں میں تضاد پایا جاتا ہے۔ ہم خاندانی طور پر قادیانی تھے میرے پاس مرزا کی کتابیں تھیں۔ میں الحمدللہ تعلیم یافتہ ہوں معلوم ہوا کہ مرزا کبھی کہتا ہے کہ میں ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہوں اور کبھی کہتا ہے کہ میں خود نبی ہوں، کبھی تشریعی، غیر تشریعی، مسیح، مجدد کا دعویٰ کرتا ہے یہ سب دین اسلام نہیں ہوسکتا۔ پھر الحمدللہ بہت لوگوں نے مجھے خواب میں خانہ کعبہ میں دیکھا اسی سال ایک آدمی مولانا امان اللہ کے ساتھ حج پر گیا اس نے آکر مجھے کہا کہ سردار صاحب میں نے آپ کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے خواب میں دیکھا، ایک اور دوست عمرہ پر گیا تو اس نے بھی ایسا ہی خواب سنایا۔ اللہ پاک کو میں پسند آگیا اللہ پاک نے مجھے اب قادیانیت کے کفر سے بچالیا۔ اب میں ان شاء اللہ اپنے بہن بھائی کو بھی تبلیغ کروں گا کہ وہ بھی میری طرح اچھی سوچ سوچیں، مارچ، اپریل کے اچھے موسم میں اپنے رقبہ پر ختم نبوت کانفرس رکھوں گا جس میں مولانا اللہ وسایا آئیں گے میرے جو ہمسائے قادیانی ہیں ان کو بھی دعوت دوں گا آؤ! ہماری بات سنو! میں بھی تو آپ کی طرح آخر 45 سال قادیانی رہا۔ میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی؟ میرا باپ دادا قادیانی تھا، ہمارے باپ دادا کو قادیانیوں نے چکر دیا بیچارے سادہ لوگ تھے تعلیم تھوڑی تھی آپ جیسے مہربان علماء کرام ان کو ملتے اور سمجھاتے تو ممکن ہے وہ مسلمان ہو جاتے، ہمیں تو قادیانیت وراثت میں ملی جس طرح کار کوٹھی ملی اسی طرح قادیانیت بھی مل گئی۔ اللہ پاک نے انسان کو عقل عطا کی ہے۔ قادیانی سوچیں، بار بار سوچیں اور سچے مسلمان بن جائیں۔ اب میں ان شاء اللہ عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ سب مسلمان میرے لیے دعا کریں اللہ پاک مجھے استقامت بخشے۔ میں جب مرجاؤں تو آپ لوگ میرا جنازہ پڑھیں۔ قیامت کے دن میں آپ لوگوں کے ساتھ اٹھوں۔ کل رات دس بجے میں مولانا لاشاری کی گھر گیا تو میں نے کہا کہ اب میں مسلمان ہوں اور مرزا قادیانی پر لعنت بھیجتا ہوں آپ اور یہ میرا ساتھی اور یہ میرا ڈرائیور گواہ رہیں کہ صبح میں جمعہ کے اجتماع پر قادیانیت چھوڑنے کا اعلان کروں گا۔ موت کا کوئی وقت معلوم نہیں اگر میں ان سولہ گھنٹوں میں اعلان سے پہلے مرگیا تو آپ نے میرا جنازہ پڑھانا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ مجھے قادیانی سمجھ کر میرا جنازہ ہی نہ پڑھیں۔

پروگرام کے آخر میں عالمی مجلس ریتڑہ کے ساتھیوں نے دور دراز سے آئے ہوئے مہمانوں اور سردار صاحب کو ظہرانہ دیا ریتڑہ قصبہ کی گلیاں لوگوں سے بھر گئیں اور سردار صاحب کو مبارک دے رہے تھے جو لوگ پہلے نفرت کرتے تھے اب وہ بھائی بن کر سردار صاحب کو ملنا اپنے لئے سعادت سمجھنے لگے۔ قاری محمد اسلم خطیب عیدگاہ نے عالمی مجلس کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت نے ہمیں یہ مبارک پروگرام دے کر ریتڑہ کی عوام پر احسان کیا۔ حکیم عبدالرحیم جعفر، قاری عبدالخالق تونسہ شریف، مولانا محمد شریف حیدری، مولانا عبدالغفور سبحانی، شہزاد حنیف اور ملک بھر کے مسلمانوں نے فون پر مبارک باد دی اور خوشی کا اظہار کیا۔

☆☆..............☆☆

دین کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی آزمائشیں آئیں: صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی

سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس سے خطاب

رپورٹ: مولانا محمد قاسم

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر علمی اور عملی جدوجہد کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آج حضرت شہید اسلام کا نام ہی اس مقدس مشن کی پہچان بن چکا ہے۔ آپؒ نے جامع مسجد فلاح (بلاک ۱۳ فیڈرل بی ایریا) سے بیس سال تک قادیانیت کا تعاقب جاری رکھا اور بالآخر اسی مشن میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر گئے۔ حضرت شہید اسلامؒ اپنی زندگی میں مجاہدین ختم نبوت کی ایک جماعت تیار کر گئے تھے۔ان حضرات کی سرپرستی مختلف اوقات میں امام المجاہدین حضرت مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ، خادم العلماء حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، شہید ختم نبوت مولانا نذیر احمد تونسوی اور شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہم اللہ تعالیٰ کرتے رہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۹ تا ۱۱ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ کی تعطیلات میں سہ روزہ تربیتی کورس کا انعقاد حضرت شہید اسلامؒ کے ادارے مدرسہ زکریا الخیریہ متصل جامع مسجد فلاح میں کیا گیا۔ پہلے دن تلاوت کلام پاک کے بعد الحاج سید اطہر عظیم نے کورس کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔انہوں نے کہا کہ فتنہ قادیانیت اس دور کا سب سے خطرناک فتنہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے خود کو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑا کر کے بدترین کفر کیا ہے۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ قادیانی کفر کے بارے میں آگاہی حاصل کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے شکنجے سے بچانے کی فکر اور کوشش کریں۔

دوسری نشست میں راقم الحروف نے آیت خاتم النبیین کی مختصر تفسیر مع شان نزول بیان کی اور واضح کیا کہ عقیدۂ ختم نبوت قرآن کی سو آیات اور دو سو احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔

تیسری نشست میں مولانا سید محمد غفران باسط فاضل دارالعلوم اسلامیہ لاہور نے کورس میں شریک نوجوانوں کو تجوید کے ضروری احکام بتائے۔

چوتھی نشست میں راقم نے جھوٹے مدعیان نبوت کا تذکرہ کیا،خصوصاً عصر حاضر کے مرزا غلام احمد قادیانی اور یوسف کذاب کے عقائد ونظریات پر روشنی ڈالی۔ اسی ضمن میں یوسف کذاب کے چیلے (زید حامد) کا ذکر بھی کیا۔

دوسرا دن... اس تربیتی کورس میں مفتی عبدالنصیر صاحب استاذ مدرسہ زکریا الخیریہ نے میت کے احکام، غسل،تجہیز وتکفین اور تدفین کے حوالے سے بیان کیا۔

اس کے بعد راقم الحروف نے ''عقیدۂ حیات سیدنا مسیح علیہ السلام قرآن واحادیث کی روشنی میں'' پر مدلل بیان کیا۔توہین رسالت کی شرعی سزا اور گستاخان رسول کا عبرتناک انجام کے موضوع پر شرکائے کورس کے سامنے اپنی گزارشات پیش کیں۔

بعد نماز عصر صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مدظلہ نے عزیز طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان جب خود کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیتا ہے تو اللہ کی طرف سے آزمائش ضرور آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ جو جتنا محبوب ہوتا ہے، اس کا اتنا ہی سخت امتحان لیا جاتا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنا اکلوتا بیٹا قربان کر دینے کا حکم ملا۔ سیدنا زکریا علیہ السلام کو آرے سے چیر دیا گیا۔ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم پر بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ غرض یہ کہ سنت اللہ یہی چلی آرہی ہے۔ آزمائش ہرگز نہیں مانگنی چاہئے، ہمیشہ عافیت مانگا کریں، لیکن اگر آزمائش آجائے تو اس پر استقامت کا بھی مظاہرہ کرنا چاہئے۔

تیسرے دن کورس کے آغاز میں راقم نے عقیدۂ ظہور امام مہدی علیہ الرضوان کے عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اسی طرح مولانا سید محمد غفران باسط نے تجوید کی درستگی اور تلفظ کی صحت کے ساتھ قرآن کریم پڑھانے کا عمل جاری رکھا۔ان کی معاونت حافظ محمد یحییٰ اور حافظ سہیل جمیل کرتے رہے۔

کورس کی آخری نشست سے مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کیا۔انہوں نے کہا کہ اپنے عقیدہ کا تحفظ کرنا اور اپنے مسلمان بھائی کے عقیدہ کی بھی حفاظت کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت، عقیدۂ حیات مسیح، عقیدۂ ظہور مہدی ہمارے بنیادی عقائد میں سے ہیں۔ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے جتنی محبت ہوگی اسے قادیانیت سے اتنی ہی نفرت ہوگی۔ کورس کے کامیاب انعقاد پر صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، صوفی محمد اجمل لیاقت، محمد شیراز عثمانی، مولانا سید محمد غفران باسط، محمد عمر، حافظ محمد یحییٰ، حافظ سہیل جمیل، فہیم محمد سعید محمد دانیال، مدرسہ زکریا الخیریہ کی انتظامیہ خصوصاً مولانا بخت جمیل، بھائی محمد منیر اور دیگر حضرات کے انتہائی مشکور ہیں، جن کے تعاون سے ہم اس پروگرام کا انعقاد کرا سکے۔ اللہ رب العزت قبول فرمائے اور روز قیامت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

Regd.SS160

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی مطبوعات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان فون : 061-4583486, 4783486